UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188037
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٢٨٫٩١٥١ زیب النساء ع Accession No. ١٨٢٠٦

Author عاشق حسین سیماب

Title سوانح زیب النساء بیگم ۔ سنہ ۱۹۲۱ع

This book should be returned on or before the date last marked below.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۸۲۰۶

تمہید

آج ہم ایک ایسی خاتون عصمت مآب اور عاقلہ عدیم المثال کی سوانح عمری لکھنے کیلئے آمادہ ہوئے ہین جسے اس دار فانی سے گذرے ہوئے دو صدیان گذر چکین لیکن اوسکا نام صفحات دنیا پر ہنوز باقی ہے۔ انسان کی غایت تخلیق یہ ہے کہ وہ دنیا مین پیدا ہو تو ایسے کام کرے جنکی وجہ سے اوسکا نام اوسکے بعد بھی زندہ رہے اور مشیت ایزدی کا اقتضا انسان کی پیدائش پہ ہرگز نہین ہے کہ وہ پیدا ہو نشو و نما پائے کھائے پہنے عیش کرے اور جب وقت آخر آجائے تو گمنام و نشان دنیا کو خیر باد کہکر تہ عدم مین پوشیدہ ہو جاے۔ جب ہم اپنے اسلاف کی زندگی کے حالات پر بالاستیعاب نگاہ تنقید ڈالتے ہین تو ہمین معلوم ہوتا ہے کہ ہمین مین سے بعض ایسی ہستیان گذر چکین ہین جنکو لوگ قیامت تک یاد کرینگے اور جنکی برکات کی یادگاری سوانح ہزارون برس تک دلون مین احساس پیدا کرتے رہینگے۔

زیب النسا گرچہ ایک عورت تھی لیکن اوسکی لائف پر غور کرنے سے

معلوم ہوگا کہ وہ آجکل کے مردون سے بھی زیادہ عقیل۔ عالم۔ نکتہ سنج۔ شاعر اور شریف الخیال عورت تھی۔ عورت ہونا اوسکی فطرت مین داخل تھا لیکن وہ مردون سے زیادہ شجیع اور صابر ثابت ہوئی۔ وہ ناز و نعم مین پلی اور ناز و نعم مین رخصت ہوئی لیکن اوسکا دل فقر کا سرمایہ دار اوسکے خیالات عالی پایہ تھے وہ ایسی تھی کہ یورپین مصور بھی اوسکے کیرکٹر مین بد خلقی کا رنگ بھرنے سے عاجز آ گئے۔ یون ضد کی اور بات ہے کہ ایک شخص کے مرنیکے بعد اوس کی خوش افعالیون پر پردہ ڈالنے کیلئے لاطائل الزامات تراش کر اوسے مطعون خلائق کرنیکا ارادہ کرلے۔

اس خاتون مرحومہ کی لائف سے دو باتین ایسی حاصل ہوتی ہین جنکا پتہ کسی دوسرے زنانہ سوانح مین نہین ملتا۔ (۱) شاعری (۲) محبت۔ شاعری مین گو اوسکی مادری زبان محمد خاص تھی تاہم علوے خیالات اور شستگی جذبات کا فطری حصہ تھا۔ جو قدرت نے عام طور پر ہر عورت کو ودیعت نہین کیا۔ وہ اپنے ہمعصر شعرا سے میدان سخن مین ہمیشہ ایک قدم آگے رہی۔ کچھ اسلئے نہین کہ وہ ایک بادشاہ کی لڑکی تھی بلکہ اسلئے کہ اوسکی ذہانت طبع اور علمی لیاقت نے اسے معراج کمال کو پہونچا دیا تھا۔ اوسکی شاعری مین رنگ جذبات اسطرح ہویدا ہوتا ہے کہ اوس پر زنانہ شاعری کا اطلاق کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور یہی وہ خصوصیت ہے جس نے معاصرین سے اسکو پیچھے نہ رہنے دیا۔

محبت عورتون کا خاص حصہ ہے - کہ اگر یہ چاہین تو مراسم محبت کو مردنسے زیادہ نباہ سکتی ہین - اس لائف مین محبت کا رنگ گو کامیاب نہین ہے تاہم سنجیدگی - اخفائے عشق اور حجاب جذبات کے متعلق بہت سے اسباق اس مین ایسے مل سکینگے جو ناظرین کے لئے نزہت طبع کا باعث ہونگے -

زیب النسا کی لائف پر اب تک جتنے صحائف لکھے گئے وہ سب ہمارے سامنے موجود ہین - واقعات کی یکسانیت اس بات کی شاہد ہے کہ مرحومہ موصوفہ کی لائف تمام مورخون کی نگاہ مین ایک درجہ رکھتی ہے - تباین آرائے کی اور بات ہے - کہ ایک واقعہ کے متعلق میری اور کچھ رائے ہے اور آپکی کچھ تاہم واقعات مین کوئی اختلاف نہین ہے - جو حملے زیب النسا کی زندگی پر بعض کج فہمون نے مذہبی کاوش کی وجہ سے کئے اونکا جواب بہت زیادہ دیا جاچکا ہے جنکے اعادہ کی ہم ضرورت نہین سمجھتے -

زیب النسا کے حالات زیادہ تر ناول یا فسانون کے پیرایے مین لکھے گئے ہین جنمین ایشیائی مذاق کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے کہ صبح و شام کی مناظر نمائی ایسی تالیفات کا جزو خاص ہے لیکن ہمنے جو طرز اختیار کی ہے وہ اس رنگ سے خالی ہے ہم ایشیائی مذاق کے حامی ہین لیکن مناظر نمائی سے صفحات پُر ہی کرنا معیوب سمجھتے ہین اس لئے اس سوانح عمری مین جو حالات آپ کو ملینگے وہ بے کم و کاست ہونگے جنمین مبالغہ کو دخل نہین -

واقعات کا تسلسل بھی ہمین دوسری سوانح مین بہت کم ملا۔ لیکن ہم نے
کوشش کی ہے کہ تسلسل واقعات مین اگر ترتیب کا لحاظ رہے تو مناسب
اور یہ بات آپ کو صرف اسی کتاب مین ملیگی۔ زیب النسا کی فکر سخن کے
متعلق اکثر مباحث اسمین ملینگے لیکن پوری غزلون کی نقل سے ارادتاً
چشم پوشی کی گئی ہے۔ جو لوگ کلام مرحومہ کے شایق ہون وہ دیوان سے اپنا
شوق پورا کرسکتے ہین۔ تاہم امتثال امر کیلئے مرحومہ کی شاعری اور نمونہ کلام کا
اتنا مسالہ اسمین موجود ہے کہ ناظرین کی ضیافت طبع کیلئے غالباً کافی ہوگا
ہم نے اُن تمام واقعات سے قطع نظر کرنا اولیٰ سمجھا ہے جنمین مورخین کا باہمی
اختلاف ہے، اور تمام واقعات درج کردیئے ہین جنکی اصلیت مین کوئی جھگڑا نہین ہے
آخر مین ہم اتنا اور عرض کرنا چاہتے ہین کہ باوجود کوشش و تحقیق بھی اگر کوئی
لغزش رہگئی ہو تو ناظرین کریم النفس اُسے بشریت پر محمول فرمائین گے۔
تسطیر حالات و واقعات کا ذریعہ خاص فی زمانہ صرف کتب مروجہ ہین۔ ورنہ
زیب النسا کو نہ ہمنے دیکھا ہے نہ آپنے۔ ہان تحقیق حالات مین عقل و رکوشش نے
جہانتک مدد کی ہے وہانتک ہم کہہ سکتے ہین کہ اس تالیف مین جمعیت کا کوئی پہلو انداز نہین
کیا گیا ہے اور موجودہ سوانح سے اسے ہر طرح مرجح بنانے کی کوشش کیگئی ہے۔ واللہ المستعان علیٰ ما تصفون

آگرہ
۸ مارچ سنہ [illegible]

ابو العُلیٰ سیماب
صدیقی وارثی اکبرآبادی

سوانح عُمری زیب النسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ شہرۂ آفاق خاتون ماہ شوال ۱۰۴۸ھ مین دل رس بانو دختر شاہ نواز خان کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اسکے پیدا ہونے سے محلات شاہی مین جشن ہونے لگے۔ زروجواہر کے چشمے اُبل پڑے۔ مساکین اور غربا کو خیرات کی گئی۔ قلعہ معلیٰ مین شادیانے بجنے لگے اور ہر طرف مسرت وانبساط کی بارش ہونے لگی جیسا کہ آجکل انگریزون مین دستور ہے کہ بچہ کو حقیقی مان دودھ نہین پلاتی کہ دودھ پلانے سے قوائے جسمانی مین ضعف محسوس ہونے لگتا ہے اسی طرح زمانہ شاہی مین بھی وہی دستور تھا۔ چنانچہ اسی دستور کے مطابق خدمت رضاعت میابائی کے سپرد کی گئی اور بیبیون پاکیزہ اور سلیقہ شعار لڑکیان بھی بطور خادم مقرر کی گئین۔ میابائی نہایت عاقلہ اور فرزانہ تھین۔ ان کا معمول تھا کہ صبح اٹھکر مطالعۂ قرآن مجید کرتین تو زیب النسا کو پاس بٹھاتین زیب النسا

نہایت خاموشی اور متانت سے سُنا کرتی۔ میا بائی صوم وصلوٰۃ کی نہایت پابند تھین
اور ورد و وظائف سے بہی دلچسپی رکہتی تھین غرضکہ رضاعی خدمت کے علاوہ
زیب النسا کی روحانی خدمت بہی میا بائی کے ذریعہ سے باحسن الوجوہ ہوسکی
زیب النسا بیگم نے پانچوین برس مین قدم رکہا تو حافظ مریم ایک عفیفہ اونکی
تعلیم قرآنی کیلئے مقرر کیگئین یہ خاتون سردار عنایت اللہ خان کی والدہ تہین
جوکہ ایک معزز عہدہ پر دربار شہنشاہ اورنگ زیب مین مامور تھے۔
حافظ مریم نے محنت کرکے زیب النسا کو دو برس اور تین مہینے مین قرآن شریف
ختم کرا دیا اور سات آٹھ سال کی عمر مین حافظ بنا دیا۔ گو حافظ مریم کی محنت اور حُسن
درس کا ہمین قائل ہونا پڑتا ہے تاہم زیب النسا کی قابلیت و ذہانت کی
تعریف کئے بغیر بہی ہم نہین رہ سکتے۔ کہ بچہ اگر ذہین نہو تو اوستاد کی تعلیم کیسی ہی
محنت و تراکیب کیساتھ کیون نہ ہو کوئی اچھا اثر نہین ڈالسکتی۔ بہرحال زیب النسا
نے اس کم عمری مین قرآن شریف کو حفظ کر لیا تو اورنگ زیب کو بیحد خوشی
ہوئی۔ تمام افواج کی دعوت کی گئی۔ انعامات اور خلعتین تقسیم ہوئین اور تیس ہزار
اشرفیان حافظ مریم کو خزانہ شاہی مین سے عطا ہوئین۔
زیب النسا کو اتنا ہونہار اور تیز طبع دیکھکر بادشاہ نے چند معلمون کو مزید تعلیم کیلئے
مقرر کر دیا جنہین سب عالم اور فاضل تھے۔ ان سب مین زیادہ باریاب اور
مقرب ملّا سعید اشرف ماژندرانی تھے۔ جو ملّا سعید تقی مجلسی کے نواسے تھے۔

ایران سے جب ہندوستان مین آئے تو زیب النسا کی تعلیم کیلئے مقرر کردیئے گئے
علاوہ معلم ہونے کے آپ صفات شاعری سے متصف تھے۔ لیکن تذکرون
سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حافظ مریم کے بعد ہی آپ مامور نہین ہو گئے تھے
بلکہ ایک عرصہ تک مختلف معلمین و معلمات کی تعلیم سے زیب النسا مستفید
ہوتی رہین اور اوسکے بعد مُلّا اشرف مقرر کیئے گئے۔ ۱۲ سال کی عمر مین زیب النسا
زیور تعلیم سے بوجہ اکمل آراستہ ہو چکین۔ ۲۱ سال کی عمر مین زیب النسا
کی جوانی شباب پر تھی لیکن سلسلہ تعلیم جاری رہا۔ اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ زمانہ شاہی مین لڑکیان اور لڑکون کی تعلیم کیطرف بہت زیادہ
توجہ کیجاتی تھی اور لڑکیون کا اُستاد کے سامنے آجانا معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔
زیب النسا نے ملا صاحب موصوف سے فارسی و عربی کتب کے علاوہ علم فقہ
علم حدیث اور علم ہیئت وغیرہ دوسرے علم حاصل کیئے۔ علم ہیئت کی طرف
شاہزادی کا رجحان طبع نسبتاً زیادیادہ تھا اور وہ اکثر اپنی بوڑھی اُستانیون کو
محوِ حیرت کردیا کرتی تھی۔ وہ سیدھی سادھی بیبیان جو اِس علم سے واقف
نہ تھین جب زیب النسا کا تجربہ علم ہیئت مین دیکھتین تو دنگ رہجاتی تھین
وہ اجرام فلکی کی ماہیت و تشریح پر ایسی مدلل گفتگو کرتی تھی کہ عورتین تعجب سے
اوسکا چہرہ دیکھنے لگتی تھین۔ اگر علمائے ایران اسکی نوشت و خواند کی تہذیب
و ترصیع کیلئے مقرر نہ کیئے جاتے تو محض نسوانی تعلیم اسکی واقفیت مین چار چاند

لگانے سے معذور رہتی - ملا اشرف چونکہ خود شاعر تھے اور ملکہ زیب النسا کو فطرتاً شاعری سے دلچسپی تھی اسلئے بعد تکمیل ادب عربی زیب النسا کی طبیعت شاعری کیطرف بھی خود بخود رجوع ہوگئی - عربی مین اسے یہانتک انہماک تہا کہ پہلی نظم جو اوسنے لکھی عربی مین تھی یہ ایک قصیدہ تھا جو خدا کی حمد مین لکھا گیا تھا - اتفاق کی بات کہ اوسی زمانہ مین مکۃ معظمہ سے ایک عرب حاضر دربار شاہی تھا - وہ قصیدہ اُسکے پاس بہیجا گیا - یہ عرب ایک ہمتین ادیب تہا - نجدی النژاد ہونیکے علاوہ عربی اسکی مادری زبان بھی تھی اور علم و فضل مین اسکو کافی دستگاہ حاصل تھی - جب یہ قصیدہ اُسکے سامنے پیش ہوا تو اوسنے اوسپر یہ ریمارک دیا کہ لاجواب ہونے مین شک نہین اسکا مصنف کوئی ہندی نژاد ہے لیکن نہایت ذہین طباع ہے گو محاورات اور نشست الفاظ مین کہین کہین لغزش ہوگئی ہے تاہم یہ قصیدہ اپنے مصنف کے علمی و ادبی مذاق کا ثبوت دیتا ہے گو یہ ریمارک کچھہ برا نہ تھا تاہم زیب النسا نے عربی شاعری کو سلام کرلیا اور سمجھہ لیا کہ جسکی جو زبان ہے اوسیمین وہ سرسبز و کامیاب ہوسکتا ہے اور یہ سمجھکر اوسنے اپنی تمام شاعرانہ قوت اپنی مادری زبان کیطرف منعطف کردی جسکا یہ نتیجہ اوسکو خاطر خواہ ملا - اور وہ کامیاب ہوئی -

عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کو شاعری سے بالطبع نفرت تھی - نہ وہ شعر کہنا پسند کرتا تہا اور نہ سنتا تہا - اوسکے دربار مین کوئی شاعر بھی نہ تہا اور جو شاعر پہلے دربار شاہی مین ممتاز تھے وہ بھی اس کس مپرسی سے گھبراکر رخصت ہوچکے تھے جو باقی تھے

اونکی شاعری پر مصلحت کا پردہ پڑا ہوتا تھا۔ اس لئے گو زیب النسا ۱۳ یا ۱۴ برس کی عمر سے شعر کہنے لگی تھی لیکن باپ کے خوف سے ہمیشہ بند بند رہتی تھی۔ جو کہتی ایک بیاض پر لکھ لیتی۔ اور بیاض کو چھپا لیتی کہ کہین بادشاہ کی نظر نہ پڑ جائے۔ ایکدن ملا اشرف نے اُسکو دیکھ لیا تو پوچھا کہ شاہزادی کیا یہ سب اشعار تمہارے ہین۔ جواب ملا کہ ہان کبھی کبھی کچھ کہلیتی ہون۔ شفیق اُستاد نے فرمایا کہ سبحان اللہ تم تو خوب کہہ لیتی ہو۔ اگر کوئی ہرج نہ ہو تو مجھے دکھا دیا کرو۔ اس حوصلہ افزائی سے زیب النسا کا دل اور زیادہ بڑہا دیا اور وہ اب سے اپنا کلام ملا اشرف کو بغرض اصلاح دکھانے لگی۔

زیب النسا کے مذاق شاعری نے شاعری کے قالب مردہ مین گویا از سر نو جان ڈالدی۔ جو شاعر موجود تھے وہ بھی کھل کھیلے اور خواہش کرنے لگے کہ کسیطرح ہمارا کلام شہزادیکی نظر سے گذر سکے اور ہمین شرف قبولیت عطا ہو۔ اب تو شاعران موجودہ الوقت کا دستور ہو گیا کہ اونہین اگر کوئی درخواست بھی کرنی ہوتی تو وہ نظم ہی مین کرتے کہ نظم مین نثر سے زیادہ اثر قبولیت ہے چنانچہ جب ملا اشرف کو یاد وطن نے گدگدایا تو یہ اشعار کہکر شہزادیکی خدمت مین پیش کئے

یک بار از وطن نتوان برگرفت دل — در غربتم اگرچہ فزون است اعتبار

پیش تو قرب و بعد تفاوت نمی کند — گو خدمت حضور نہ باشد مرا شعار

نسبت چو باطنی است چہ دہلی چہ اصفہان — دل پیش تست من چہ کابل چہ قندہار

اسیطرح نعمت خان عالی جو زمانہ زیب النسا میں ایک بلند پایہ شاعر تھا ایکمرتبہ تہی دستی سے تنگ آگیا اور ایک مرصع کلغی جو دستار یا ٹوپی لگائی جاتی ہے بغرض فروخت زیب النسا کے پاس بھیجی لیکن ایک عرصہ گذر گیا اور شہزادی کی طرف سے کچھ جواب نہ ملا آخر بعد انتظار مزید نعمت خان عالی نے یہ رباعی لکھی اور شہزادی کی خدمت میں بھیجی

اے بندگیت سعادت اختر من — در خدمت تو عیان شدہ جوہر من
گر جنس خرید نیست لیس گوہر من — در نیست خرید فی بزن بر سر من

کلغی کیلئے "بزن بر سر من" کا فقرہ سنکر زیب النسا پھڑک گئی اور فوراً پانچہزار روپیہ نعمت خان عالی کو بھجوا دیئے۔

ایسا ہی ایک تذکرہ مجمع الغرائب میں بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی خواص سے شہزادی نے اپنی بیاض منگوائی وہ جب دیوان خانہ سے لیکر چلی تو حوض کے کنارے سنگ مرمر کے فرش پر پاؤں پھسل گیا اور بیاض حوض میں جا پڑی خواص شہزادی کے عتاب سے ڈرتی ہوئی ملا اشرف کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا ماجرا سنا دیا۔ ملا صاحب نے یہ اشعار بدیہۃً کہکر دے اور خواص سے کہا کہ اگر تم زبانی اظہار ماجرا سے ڈرتی ہو تو یہ نظم شہزادی کو دینا زیادہ عتاب سے پھر کچھ نہ کہینگی وہ اشعار یہ تھے

اے ادا فہمے کہ پیشت نامداران عاجز اند — شستن مجموعہ اندیشہ ام آب افتادہ است
در حریم افلاطون بیاد داشت سرخوش بود — ہمچو مخمورے کہ در فکر شراب افتادہ است
آگاہ گاہے گزرے آوازی باد صبا — از گل برشتہ بوئے نازک نقاب افتادہ است

آب حسرت در دهان اختران گردیده است | آتش غیرت بجان آفتاب افتاده است
ذهن صافت تا علم گردید در دانشوری | طبع افلاطون ز بس در قعر آب افتاده است
عرض حالے هست در خاطر که در اظهار آن | بند بندم موج سان در اضطراب افتاده است
آن بیاض خاصهٔ شاهی که در اطراف آن | جا بجا افشان نقطه هائے انتخاب افتاده است
آن مرصع خوان گهر ریزی که در اطراف آن | در الفاظش بسے با آب و تاب افتاده است
دوش از دست ارادت فهم خاکم در دهن | چون بیاض سینهٔ ماهی در آب افتاده است
از همین از یاد معدن رفت در آبدار | گوهر غلطان هم از چشم سحاب افتاده است
بحر شعر آبدارش تازه طوفان کرده است | کشتیش در چار موج اضطراب افتاده است
گوئیا از سر بدر رفت است آب جدولش | کین چنان گلزارش خراب افتاده است
آه زین غم در دل پیر و جوان پیچیده است | لرزه زین هیبت بجان شیخ و شاب افتاده است
بسکه می بندد هر ایک بر گلوے دگر | گر بیاضش گر فرش نمونه تا بلب افتاده است
من چه گویم کان چو مژگان خود رسن گشت بخت | در تپ این غم چنان از خود خراب افتاده است
زان زمان باز از پریشان حالی و آشفتگی | همچو زلف خویشتن در پیچ و تاب افتاده است
زات رنگ آتشین چون شمع صبح از عارضش | همچو نبض موج اندر اضطراب افتاده است
فیض بخشا زود تر پروانه بخشا لیشے | کاتشے در سے چو شمع از التهاب افتاده است
ورنه خواهی دید یکدم اختر افلاک را | از هجوم گریه اش یکسر خراب افتاده است

اس قطعه کو سنکر زیب النسا نے اوس کا قصور معاف کر دیا۔ و قس علی هذا

غرضکہ زمانہ زیب النسا مین شاعرون کی نہ سہی شاعری کی قدر ضرور ہوگئی
تہی اور بہت سے شعرا کا قصور محض قصائد سے معاف کردیا جاتا تہا محل شاہی
مین اورنگ زیب نے آزادی کو قدم بہی نہ رکہنے دیا تہا۔ بیگمون کو اوہن محل کو اجازت
نہ تہی کہ وہ عام کتب کا مطالعہ کرین لیکن زیب النسا کو ہر طرح کی آزادی تہی۔
دیوان حافظ بہی اوسی آزادی سے دیکہہ لیتی تہی اور کوئی اوسکا مزاحم نہ تہا اکثر
علمی مباحث مین شہزادی بادشاہ سے گفتگو ہوتی تہی اور شہزادی کے عالمانہ
اور عاقلانہ جوابات بادشاہ کو متحیر کردیتے تہے۔ وہ اسقدر عقلمند تہی کہ اوسکا کہنا
اورنگ زیب سب سے زیادہ مانتا تہا۔ زیب النسا مذہباً سُنی مُسلمان تہی
اورنگ زیب کے زمانہ عہد مین شیعہ اور سُنیون مین جو اختلافات ہوئے اونکا اعادہ
تحصیل حاصل ہے لیکن یہ کہنا خلاف موقع نہ ہوگا کہ شیعون اور سنیون جہگڑا
جس نے اوس زمانہ مین فیصل کیا وہ صرف زیب النسا تہی۔

عالمگیر کا منجہلا بیٹا محمد معظم شیعہ تہا۔ محل مین بہت سی بیگمین سُنی بہت سی
شیعہ تہین۔ ارکان سلطنت مین سے بہی بعض شیعہ تہے بعض سُنی لیکن
چونکہ عالمگیر خود پکا سُنی تہا اسلئے شیعون کا سنیون پر کچہہ اثر نہ تہا۔ محمد معظم بہی
دبا دبا رہتا اور جب اختلاف فرق کا موقع آتا تو اپنی حکمت عملی سے اوسکو بالکل
ٹال دیتا۔ آخرالامر اس جہگڑے کو ٹہکانے لگانے کیلئے شہزادی زیب النسا
منتخب کیگئین شہزادی نے ایسا نادر فیصلہ کیا کہ سب نے بلا اختلاف مان لیا اور

شیعہ سنی ہو گئے - ایران مین اوسکے فیصلہ کی نقلین بھیجی گئین وہان سے شیعہ علمائے
تردید مین لکھکر بھیجین لیکن زیب النسا کا فیصلہ قطعی اور اٹل تھا اِس لیے کوئی
اون تردیدون کو نہ مانا اور فیصلہ بحالہ قایم رہا - اِس بات نے بھی عالمگیر کے
دل پر بہت بڑا گہرا اثر ڈالا اور وہ زیب النسا کی قابلیت کا اور بھی زیادہ معترف
ہوگیا - سو روپیہ ماہانہ تنخواہ مین زیادہ کر دیے اور نوازشات سے سرفراز فرمایا
زیب النسا ایک بہت بڑی ریفارمر تھی - اوسنے اکثر مراسم نسوانی کا انسداد
کردیا - طرز معاشرت مین جو نازیبا اور غیر موزون باتین تھین اون سب کو مٹا دیا
انگیا کرتی بھی اسکی ایجاد ہے -

ایک لاڈلی اور چہیتی بیٹی جس پر باپ اپنی جان نثار کرتا تھا حوادث سے محفوظ
نہ رہی اورنگ زیب کے دام سیاست مین گرفتار ہو کر رہی - چنانچہ جب ۱۰۹۱ھ مین
راجپوتون سے لڑائی ہوئی تو اورنگ زیب نے شہزادہ اکبر کو مقابلہ کیلیے بھیجا شہزادہ
جودہ پور پہونچا مگر راجپوتون نے اوسے فریب دیکر ملا لیا اور باپ سے منحرف
کردیا - یہان تک کہ اکبر شاہی لشکر کے مقابلہ پر بھی آمادہ ہوگیا - اِس اثنار
مین شہزادی زیب النسا سے برابر خط وکتابت جاری رہی - گو خط و
کتابت معمولی تھی اور دو حقیقی بھائی بہنون مین تھی تاہم اورنگ زیب کے
پرپیچ دور حکومت مین انکی اچھی طرح باز پرس کی گئی - حکام وقت نے
خطوط پر حاشیے چڑہائے - زیب النسا پر عتاب شاہی نازل ہوا - چار لاکھ زر

سالانہ جو اسکو ملا کرتے تھے بند ہو گئے۔ سامان و اسباب ضبط کر لیے گئے اور شہزادی قلعہ سلیم گڈھ مین نظر بند کر دی گئی۔ میعاد نظر بندی ایک سال سے زیادہ تھی اس لئے کہ سنہ ۱۰۹۲ھ مین جب حمید بانو بیگم والدہ روح خان اللہ نے انتقال کیا۔ تو زیب النسا رسم تعزیت ادا کرنے گئی تھی اور اسی سن مین شہزادہ کام بخش کی شادی بھی ہوئی تھی اور تمام رسوم شادی زیب النسا کے محل مین ادا ہوئی تھین۔ بحالت نظر بندی جو اشعار زیب النسا نے کہے تھے وہ یہ ہین۔

دردا کہ ز قید ستم آزاد نہ گشتم | یک لحظہ ز غم ہائے جہان شاد نہ گشتم
گرچہ پا زنجیر مخفی زونتہ دیوار غم | شکر اللہ کز جفائے ہمگنان آسودہ ام
دل مین اسیر مخفی بہ بلاسے ہجر یا کے | کہ بجز ہوائے وصلت گنہ دگر ندارم
مخفی امید رہائی تا بروز حشر نیست | خاک غربت ہر کرا در جہد دامنگیر شد
تا مرا زنجیر در پائے دل دیوانہ شد | دوست شد دشمن ہر آشنا بیگانہ شد

شہزادی زیب النسا دراز قد متوسط القدم جسم نازک اور سڈول آفتابی چہرہ صبیح الغدار خوش چشم دراز مو چھوٹے دانت والی، نازک اندام و شیرین لب تھی اوسکے دونون رخسارون پر دو سیاہ تل تھے۔ جو اسکے حسن مین چار چاند لگائے ہوئے تھے۔ شہزادی نہایت سادگی پسند تھی اوسکا لباس سفید تھا کوئی نہین کہہ سکتا کہ اوسنے اپنی عمر مین کبھی ریشمی اور رنگین لباس پہنا ہو

اوسے اسقدر سادگی پسند تھی کہ اوسکے دانت اور اوسکی آنکھین مسی اور سرمہ سے
بھی آشنا نہ تھے حالانکہ وہ شہنشاہ اورنگ زیب کی بیٹی اور چہیتی دختر تھی
زیورون مین صرف موتیون کی مالا پہنا کرتی تھی لیکن آجکل کی عورتون کیطرح
زیورمین لدنا پسند نہ کرتی تھی - اوسکی خواصین اور ہمجولیان نہایت باتکلف
لباس سے آراستہ و پیراستہ ہوتی تھین اور وہ اونکو دیکھکر خوش ہوتی تھی
لیکن کبھی اپنی تقلید کے لئے مجبور نہ کرتی - وہ کانون مین صرف جڑاؤ کرن پھول
پہنتی تھی - اور ہاتھ پاؤن مین سونا چاندی اوسے بالکل معلوم نہ ہوتا تھا یہ ہم
پہلے بھی لکھ چکے ہین کہ زیب النساء سنی مسلمان تھی - گو محلات شاہی اور دربار
مین شیعیت کا رنگ بہت گہرا چڑھا ہوا تھا تاہم اوسکی آزاد طبعی نے جس
مذہب کیطرف رخ کیا اوسی طرف جھک گئی - ایک آدہ مرتبہ مجلس عزا کا منعقد کرانا
اوسکے سنی ہونے کو غلط ثابت نہین کرسکتا - وہ شاہ میان میر صاحب
ایک سنی المذہب درویش صفا کیش کی مریدنی ہوگئی تھی - ان شاہ صاحب کا مزار
چھاؤنی لاہور مین واقع ہے اور اوس مقام کو اب تک میان میری کہتے ہین
گو زیب النساء سادگی پسند اور سادہ مزاج تھی تاہم تنگ مزاج اور مردہ دل نہ تھی
نفاست کی وہ بیحد دلدادہ تھی - اسکا دربار نہایت باتکلف اور عظیم الشان ہوتا
تھا - اوسکا مطبخ کثیر السامان تھا سردار عنایت اللہ خان داروغہ مطبخ تھے اوسکی
طبیعت ایجاد و اختراع کو بہت پسند کرتی تھی چنانچہ اوسنے اقسام طعام

ایک ابرک کا خیمہ بنایا تھا - جو نہایت وسیع اور خوشنما تھا - نعمت خان عالی نے
اوسکا قطعہ تاریخ کہکر پیش کیا تھا جو حسب ذیل ہے ۵

زان خرگاہ طاقش چشم بدور — کہ شد از جلوہ اش نور علی نور
تعالی اللہ چہ روشن بارگاہے — کدورت را درین جا نیست راہے
ز نورش گشت خیرہ چشم کوکب — مکینہ خانہ زاد شش ماہ نخشب
فروغش گر چنین دارد جہان تاب — کسے شب را نہ خواہد دید در خواب
چو عاجز گشت نطقم از ثنایش — شدم جویائے تاریخ بنایش
پے تاریخ آن گفتہ زمانہ — برو زنگ دلم - آئینہ خانہ

زیب النسا نہایت خلیق، ملنسار، سلیم الطبع اور ہنس مکھ تھی اُسے کسی نے چین بجبین نہ دیکھا - غصہ اوسکی جبین ناز کو پرپیچ کرنے سے معذور رہتا تھا کشمیر مین ایک چشمہ بہی شہزادی نے بنوایا تھا اور وہان کچھ باغ لگوادئے تھے - زیب النسا نہایت علم دوست اور عالم پرور شہزادی تہی اُسنے بڑے بڑے علماء و فضلا کو جمع کرکے صیغہ تصنیف و تالیف کہول رکہا تہا اس صیغہ سے بیشتر کتب تالیف و تصنیف ہوکر نکلتی تہین - تفسیر کبیر کا فارسی ترجمہ بہی اسیکے زمانہ مین ہوا - شہزادی نے زیب المنشآت نامی ایک کتاب فن انشا پردازی مین خود بہی لکہی - ایک کتب خانہ بہی اسکے عہد مین کہولا گیا تہا جس مین قیمتی کتب کا ذخیرہ موجود تہا - ایک دیوان بزبان فارسی شہزادی کی تصنیف سے ہے

جو اَب بھی دستیاب ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسے مخفی کسبی کا دیوان بتاتے ہین جو محمد شاہ بادشاہ دہلی کی کسبی تھی۔ اس لڑکی کے ماں باپ فرنگستان سے آکر سورت مین آباد ہوگئے تھے۔ لباس اسکا بھی مغربی طرز کا تھا اسکے والدین سامان تجارت لیکر بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوئے تو اُسنے اپنے حُسن وجمال کی وجہ سے چاہا کہ مین محمد شاہ کے محلون مین داخل ہوجاؤن محمد شاہ تو رنگیلے تھے ہی اسکی صباحت آفرین صورت اور مست آنکھین دیکھکر قابو سے باہر ہوگئے اور اسے اپنا دلربا بنا لیا اور حرم مین داخل کرلیا۔ اسکی نقاب پوشی نے اسکا نام مخفی رکھوا دیا۔ چند ہی روز مین اسے زبان فارسی مین کافی مہارت ہوگئی۔ کچھہ شعر بھی کہنے لگی۔ اکثر ساقی گری کیا کرتی تھی بعض کہتے ہین کہ دیوان ایک ایرانی شاعر معروف بہ رشتی کا ہے۔ چنانچہ دیوان مخفی جو مطبع نولکشور لکھنؤ مین چھپا ہے اُسکے آخر کی عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے لیکن اور اگر حقیقت مین غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دیوان مروجہ اوسی زیب النسا مخفی کا ہے جو شہنشاہ اورنگ زیب کی لاڈلی بیٹی تھی اور جسکے معنی خیز لطائف سے بیشتر صحائف لبریز و مملو ہین اس زمانہ مین ایرانی شعرا اچھی تعداد مین دہلی آچکے تھے اشعر و شاعری کا بازار گرم رہتا تھا۔ پھر اسکی استعداد علمی کچھہ کم نہ تھی بڑے بڑے ادبا سے تعلیم حاصل کی تھی اور استفادہ حاصل کیا تھا طبیعت مین مشق سخن کی لہرین موجزن

تھین - ذہانت و فطنت طبعت اور واقفیت مین خداداد حصہ پایا تھا۔
رہی شوخی، لفاست اور نازک خیالی تو یہ عورتون کا فطری حصہ ہے۔ پس
کیا معنی ایک ایسی شاعرہ اور لائقہ کے متعلق یہ غلط فہمی روا رکھی ہے۔
زیب النسا کے واقعات زندگی لکھتے وقت بڑا ظلم ہوگا اگر ہم اوسکے وہ
لطائف نہ لکھین گے جو فرداً فرداً خود ہی اوسکے علم کی شرح اور لیاقت
کی تفسیر ہین۔ اِن کے پڑہنے سے اور ان پر غور کرنے سے صاف
واضح ہوتا ہے کہ زیب النسا کوئی معمولی استعداد عورت نہ تہی بلکہ فطرت نے
ہمہ دانی یا بذلہ سنجی اور شوخی و نازک خیالی کوٹ کوٹ کر بہر دی تھی۔ ان شاعرانہ
نکات و لطائف مین جو خوبصورتی سے انتظام الفاظ کیا گیا ہے اور محل کا
خیال رکھا گیا ہے وہ شہزادی زیب النسا کا حصہ تہا۔

ایک دن کوئی بازی گر دربار شاہی مین اپنے کہیل دکہا رہا تہا۔ درباری
موجود تھے۔ پردہ کی آڑ مین محل کی بیگمین بھی مصروف تماشا تہین جب
بازی گر اپنے کرتب دکہا چکا تو اوسکی حسین بیوی بہی اپنے ہنر دکہانے کو
میدان مین آئی۔ یہ عورت ایک بانس پر چڑہکر قلا بازیان کہانے لگی۔
حاضرین بہت ہی خوش ہوئے۔ حاضرین مین سے کسی نے اُسیوقت یہ مطلع پڑہا ؎

این لعبت بوالعجب چہ ہاہے پیداست
یا تازہ گلے بر سرِ شاخ رعناست

شہزادی زیب النسا نے جو پس چلمن بیٹھی تھی ایک شعر اسکے جواب مین لکھکر فوراً کسی کنیز کے ہاتھ باہر بھجوا دیا جسے دیکھکر سب شاعر آفرین و مرحبا کہنے لگے وہ شعر یہ تھا ؎

نے نے غلط است کآفتاب محشر   بر نیزہ برآمد و قیامت برپاست

خیال کیجئے جو عورت اپنے مطالب کو حسن استعارہ اور خوبی تشبیہ سے اس درجہ آراستہ بنا کر ظاہر کر سکے کیا اوس کے شاعر ہونے مین کلام ہو سکتا ہے
ایک مرتبہ دہلی مین مشاعرہ ہوا جسکی طرح یہ تھی " در ابلق کسے کم دیدہ موجود "
اس پر شہزادی صاحبہ نے مصرع لگایا ع

مگر اشک بتان سرمہ آلود

نقل ہے کہ - ایک دن موسم بہار مین زیب النسا مصروف سیر چمن تھی صبح کا سہانا وقت تھا جب چشمہ آب کے کنارہ پہونچی تو اس منظر کی مجموعی حالت نے اسے اور بھی زیادہ مست بیخود بنا دیا اور اسکی زبان سے بیساختہ نکل گیا ؎

چہار چیز ز دل برد کدام چہار
شراب و سبزہ و آب روان و روئے نگار

اتفاق کی بات کہ اورنگ زیب بھی اودھر آ نکلے - پوچھا کہ بیٹی کیا شعر پڑھ رہی ہو - عرض کیا کہ قبلہ و کعبہ مین یہ پڑھ رہی تھی ؎

چہار چیز ز دل غم برد کدام چہار   نماز و روزہ و تسبیح و توبہ استغفار

بادشاہ یہ سُنکر خوش ہوگئے۔

ناصر علی سرہندی، مرزا محمد علی صائب، ملا طاہر غنی، عاقل خان رازی، بہروز،
نعمت خان عالی وغیرہ خوش گو اور نکتہ سنج شعرا شہزادی زیب النسا کے
معاصرین مین سے تھے۔ ناصر علی اور عاقل خان سے اکثر چھیڑ چھاڑ بھی
ہوتی رہتی تھی۔ ناصر علی علی تخلص کرتے تھے شاعری انکی موروثی تھی،
مزاج مین ذرا خود پسندی داخل نہ تھی ہو کے مسرور رہنا منظور تھا لیکن امرا کی
خوشامد پسند نہ تھی۔ اُمرا تمنا مین کرتے تھے کہ ناصر علی کسیطرح ہمارے پاس
آئین اور ہم اونکے کلام سے لطف اوٹھائین۔ نواب ذوالفقار خان کی خدمت
مین گو مرزا محمد علی صائب موجود تھے پھر بھی وہ ناصر علی سرہندی کے بہت
زیادہ مشتاق رہتے تھے ایک بار برہمن تخلص کسی شاعر سے کہا کہ اگر
ناصر علی کو کسیطرح ہمارے پاس لے آؤ تو بڑی بات ہے۔ جناب برہمن وعدہ کر کے
ناصر علی کے گھر آئے دیکھا کہ ایک بے نیاز اور بے پروا شخص ہے جسکی باتون سے
خوشامد کی بو بھی نہین آتی کہنے لگے کہ مین نے آپکے کلام کی بڑی تعریف
سُنی ہے کچھ سُنائیے۔ ناصر علی نے سنایا۔ بعد دعوت طعام برہمن اپنے مطلب
پر آگئے اور نواب ذوالفقار خان کے پاس لے چلنے پر اصرار کیا۔ یہ کہنے لگے کہ
مین درویش منش فقیر دوست شخص ہون مجھے ایسے امرا سے کیا کام ہے۔ لیکن
حضرت برہمن نے ایسے آڑے ہاتھون لیا کہ ناصر علی برہمن کے ہمراہ نواب صاحب

کے دربار مین چلنے کو آمادہ ہو گئے۔ چلے اور پہونچے پہونچے تو نواب صاحب بہت خوش ہوئے۔ بے تکلف کیساتھ بٹھایا۔ بیٹھے ہی تھے کہ گھر مین سے لڑکی کے انتقال کی خبر آگئی اور نواب صاحب کو اٹھکر اندر جانا پڑا۔ وہ اندر گئے یہ موقع کو غنیمت سمجھکر وہان سے نو دو ہو گئے۔ نواب صاحب ناصر علی کی تنک مزاجی سے واقف تھے فوراً جناب برہمن کو دوڑایا کہ جائین اور اونہین منا کر لائین وہ کہین برخاستہ خاطر نہ ہو جائین۔ حضرت برہمن دوڑے دیکھا تو واقعی میر صاحب چین بجبین ہین اور نواب صاحب کی ہجو لکھی جا رہی ہے۔ جناب برہمن ہی تھے چلتے پُرزے کہنے لگے چہ خوب گفتی علی و ہجو ذوالفقار۔ ناصر علی کو یہ بات بہت پسند آئی اور کہنے لگے کہ بھائی جو مانگو سو پاؤ۔ لیکن میری حیثیت دیکھکر مانگنا۔ برہمن نے کہا کہ مجھے کچھہ درکار نہین صرف یہ چاہتا ہون کہ آپ اس ہجو کو مدح سے بدل دین اور نواب صاحب کے پاس پھر تشریف لے چلین۔ میر صاحب وعدہ کر چکے تھے مجبور ہوئے ایک مدحیہ قطعہ نواب صاحب کی شان مین کہہ دوبارہ جا پہونچے نواب صاحب قطعہ کو سُنکر نہایت درجہ شاد ہوئے اور ناصر علی کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔ قطعہ مدحیہ یہ ہے

اے شانِ حیدری ز جبین تو آشکار	نامم تو در نبرد کند کار ذوالفقار
دشمن کش جہانی بیک دست پروری	فتح و ظفر ز بخت تو ہستند در قطار

تسخیرِ دوستانِ الٰہی نمود / اے بہارِ خلق تو بر بوئے گل سوار
مرغ دلم بہ نیم نگہہ صید کردہ / اے طائران عرش خدنگ ترا شکار
ترسم کہ در زبونئے فرقت جنون شود / آن دل کہ بردہ زبر من بمن سپار
ناصر علی تراز تو خواہد مراد بس
اے بر فیض بر ہمہ عالم گہربا

یہ وہی ناصر علی تھے جنکے کلام اور خودداری کی خبر زیب النسا کے کانون تک بھی پہونچی۔ اہل کمال کی عزت اوسکے دلمین بہت زیادہ تھی لیکن ملنا کیونکر گوارا کرتی۔ ناصر علی خود بھی چاہتے تھے کہ اگر زیب النسا تک کسی طرح میری رسائی ہوجائے تو قسمت جاگ اُٹھے اور بے قدری سخن کا رونا نہ رہے اتفاقاً ایک روز ناصر علی زیر قلعہ ہوکر گذر رہے تھے اور زیب النسا محل خانہ پر لباس سُرخ صرف خرام تھی کہ انکی نظر جا پڑی۔ چلا کر بیتابانہ کہنے لگے

سُرخ پوشے بہ لب بام نظر مے آید / نہ بزور و نہ بزاری نہ بزر مے آید

زیب النسا نے دیکھا، تو پہچانا کہ ہو نہ ہو ناصر علی سرہندی یہی ہے اسکی جواب مین ایک شعر لکھکر بھجوادیا وہ یہ ہے

ناصر علی بنام علیؓ بردہ پناہ / ورنہ بذوالفقار علیؓ سر بُریدہ ہست

عاقل خان رازی کے متعلق ایک بہت بڑا فسانہ اکثر تاریخون مین نظر گذرا ہے۔ گو بلا استیعاب نگاہ تنقید ڈالنے سے اوسمین کوئی پہلوئے صداقت

نظر نہین آتا تاہم "نقل کفر کفر نباشد" پر عمل کرکے ہم اوسے بجنسہ لکہے دیتے ہین - یہ غلط ہے کہ یہ واقعہ صرف چند انگریز مورخین نے ہی لکہا ہے بلکہ اکثر فارسی تذکرون مین بہی دیکہا گیا ہے - اسکے متعلق ہم اپنی رائے کو سردست محفوظ رکہتے ہین -

عاقل خان رازی لاہور مین بعہدہ ناظم مامور تہا - گو شاعری مین اسے کمال حاصل تہا لیکن دہلی لاہور سے قریب نہ تہی ؛ مشاعرون کی خبرین اسکے کانون مین آتین اور یہ تڑپ تڑپ کر رہ جاتا - سوا اتفاق سے ۱۰۸۱ھ مین اورنگ زیب کی طبیعت کچہہ علیل ہوگئی اطّبا نے رائے دی کہ کچہہ دنکے لئے حضور لاہور تشریف لے جائین - چنانچہ شاہی خیمے جانب لاہور روانہ ہوگئے اور بادشاہ نے بہی ایک مختصر رسالہ کی معیت مین لاہور کوچ فرمایا جب یہان کی آب وہوا راس آئی تو میعاد قیام کو بادشاہ نے اور بڑہا دیا اور شاہی بیگمات کو بہی یہین بُلالیا - جنکے ہمراہ دہلی سے زیب النسا بہی آئین زیب النسا کے لاہور مین پہونچتے ہی شعر و شاعری کا بازار گرم ہوگیا -

عاقل خان کے باغ اُمید مین گویا بہار آگئی - زیب النسا لاہور آئی تو شعر و سخن کے چرچے کو اپنے ہمراہ لائی - مشاعرہ ہونے لگے - شعرا داد سخن لینے دینے لگے عاقل خان رازی ان دنون بعہدۂ گورنر لاہور مین متقرر تہا خوش ہوگیا اور چاہا کہ کسیطرح دربار زیب النسا تک رسائی ہوجائے تو گوہر مقصود

ہاتھ آئے۔ عاقل خان ایک وجیہ الشمائل اور حسین شخص تھا زیب النساء کے حالات سے واقف تھی۔ لاہور میں پہونچکر دونوں طرف اشتیاق دید اسپیدا ہوگیا۔ زیب النسا ایک متشرع اور سخت گیر باپ کی بیٹی تھی۔ پردہ کی پابند قواعد و ضوابط کی نگاہدار وہ بہت چاہتی تھی کہ عاقل خان کے کلام سے حظ اٹھائی لیکن اوسے اوسکا کوئی موقع نہین ملتا تھا۔ شہنشاہ اورنگ زیب کی طبیعت چو اصلاح پذیر ہوتی جاتی تھی اس لئے مدتِ قیام کو بھی وسیع کر دیا گیا۔ اس وسعت کی خبر پاکر شہزادی زیب النسا نے ایک باغ کی بنیاد ڈلوادی اسکے کچھ منہدم سے نشانات ابتک پرانی انارکلی کے آگے باقی ہین۔

اس تعمیر کی وجہ سے شہزادی اکثر اسی باغ مین رہتی تھی۔ خواصین ہمرکاب اور سہیلیان ہم جلیس رہتی تھین۔ عاقل خان کو جو خبر ہوئی تو تدبیرین سوچنے لگے کہ کسیطرح حاضر ہوکر اپنی صورت اور طبیعت کا کمال دکھاؤن جب کچھ بس نہ چلا اور کوئی تدبیر اچھی نظر نہ آئی تو مجبوراً اپنا ذاتی لباس علیحدہ کر کے مزدورونکے پھٹے پرانے کپڑے پہنے اور جسم پر خاک مٹی ملکر زیب النسا کے سامنے جا ہی پہونچے۔ شہزادی شطرنج کھیل رہی تھی۔ کہ یکایک اُسکی نگاہ اسکی نظر سے چار ہوئی۔ نگاہون نے پیام محبت دیا۔ عاقل خان تیر نظر کا شکار ہوکر بیتاب ہوگیا اور بیساختہ کہنے لگا ؏

من در طلبت گرد جہان میگردم

زیب النسا صورت سے عاقل خان کو پہچان گئی اور فوراً اوسی نیچی گردن اور شرمیلی
ادا سے جواب دیا کہ ع

گر باد شوی بر سر زلفم نہ رسی

اور یہ کہکر بدستور کہیلنے لگی۔ عاقل خان یہ جواب پاکر کچہ شرمندہ سے ہوئے
اور نظر بچا کر وہان سے کہسک آئے شدہ شدہ عاقل خان اور زیب النسا
مین نامہ و پیام بہی ہونے لگے اور آگاہان راز کے حلقون مین قسم قسم کی
چہ میگوئیان شروع ہوگئین۔ ایک خواص جو آشنائے راز تہی زیب النسا سے
کسی بات پر بگڑ گئی اور شہنشاہ اورنگ زیب سے جا ملی اور زیب النسا عاقل خان
کے تمام حالات من وعن کہہ سنائے۔ بادشاہ بہی کون اورنگ زیب
مارے غصہ کے لال ہوگیا۔ چہرہ غیظ و غضب مین تمتمانے لگا۔ دہلی تو
پہنچ ہی چکا تہا اور زیب النسا محض تعمیر باغ کی وجہ سے ہنوز لاہور مین مقیم تہی
فوراً حکم دیا کہ زیب النسا فوراً دہلی چلی آئے۔ حکم کی دیر تہی زیب النسا
دو روز مین دہلی جا پہنچی۔ چونکہ اورنگ ایک سلیم الطبع اور متین المزاج بادشاہ تہا
اوسنے بجائے اسکے کہ زیب النسا کو سزا دیکر اس معاملہ کی تشہیر کرے ایکدن
زیب النسا کو علیحدہ بلا کر دریافت کیا کہ اب تمہاری شادی کرنا چاہتا ہون
تم اگر اس بارہ مین کچہ کہنا چاہتی ہو تو کہو۔ زیب النسا نہایت ادب کے ساتہ
سر جہکا کر شرما کر بولی کہ جہان پناہ خاکسارہ کو عدول حکمی کیسطح گوارا نہین جیسی

حضور کی مرضی ہو کرین۔ لیکن چونکہ مجھے پہلے سے ہر معاملہ مین حضور نے
کافی آزادی دیدی ہے اسلیئے میری تمنا یہ ہے کہ اگر میری ایک رائے
پسند خاطر ہو تو عرض کرون اورنگ زیب بولا کہ ہان تمہین اظہار مطلب کے لیئے
آزادی ہے تم اپنی رائے نہایت آزادی کیساتھ دیسکتی ہو۔ زیب النسا
اوسی متانت اور حجاب آلود لہجہ کیساتھ کہا کہ حضور میری شادی کے متعلق
اعلان عام کردین اور امرا و شہزادگان مشتاق کی تصاویر معہ درخواست
منگلوالین تو بہت مناسب و موزون ہو۔ اعلان مین اسکی تشریح کردیجائے
کہ یہ تصاویر شہزادی زیب النسا خود دیکھین گی۔ شہنشاہ نے اس مشورہ کو
بلاتردید مان لیا اور ایک اعلان عام کردیا اور دور دور اسکی کا بیان پہونچا دیا
یہ اعلان ایران و توران غرضکہ سب جگہ پہونچا تو بھلا عاقل خان کو اسکی خبر
کیونکر نہوتی خبر ہوئی اور یہ حضرت سمجھے کہ یہ سب چالین ہمارے ہی لیئے
کی گئین ہین فوراً ایک درخواست معہ تصویر دہلی بھیجدی اور بھی ہزارون
تصویرین پہونچین لیکن شہزادی نے اوسی ایک تصویر کو منتخب کیا شہنشاہ
کو بلا تامل یہ انتخاب بھی پسند آگیا اور عاقل خان کے نام یہ فرمان بھیجا گیا کہ
چونکہ شہزادی زیب النسا نے اپنے لیئے تمہین منتخب کیا ہے اسلیئے تمہین
لکھا جاتا ہے کہ تم فوراً دہلی روانہ ہو جاؤ اور اس تزویج کو اپنے لیئے باعث فخر و
مسرت سمجھو۔ انتہا کیا چاہیے دو آنکھین عاقل خان اس خبر کو سنکر جامہ مین پہولے

نہ سمائے اور فوراً ہی سفر کا سامان کر دیا۔ لیکن تقدیر کی سازش سے بے خبر تھے کہ وہ الگ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے۔ جب اکثر امرا و وزرا کو معلوم کہ عاقل خان کی تصویر و درخواست زیب النسا نے قبول کر لی ہے تو وہ درپردہ عاقل خان کے دشمن ہو گئے اور سوچنے لگے کہ کسیطرح یہ نسبت نہ ہونے پائے تو بہتر ہے اسی تدبیر اور خیال کی تکمیل کیلئے اونہوں نے فوراً عاقل خان کو ایک خط لکھا کہ میان تم اتنے بڑے عقلمند ہوکر بادشاہ کے فریب مین آگئے یہان شادی وغیرہ کچھہ بھی نہین ہے یہ سب تمھاری بربادی کے سامان ہین جسے تم شادی متصور کر رہے ہو۔ تمھارے پوشیدہ مراسم کی خبر ہوگئی ہی اس لئے جہانتک ممکن ہو دہلی سے دور رہو اور یہان آنے کا قصد ہرگز نکرو عاقل خان کے پاس جب ایسے متواتر خطوط پہونچے تو عقل گم ہوگئی سٹی بھول گئی اور ایسے گھبرائے کہ فوراً ہی شادی کیلئے استعفا لکھہ بھیجا اور اوس کیساتھہ ہی اپنی ملازمت کو بھی استعفا دیدیا اور لکھہ دیا کہ

نہین ہوتی بندہ سے طاعت زیادہ

بس اب خانہ آباد دولت زیادہ

جب عاقل خان نے صاف جواب دیدیا تو زیب النسا کے دل پر ایک خاص قسم کا صدمہ پہونچا اور اوسنے عہد کر لیا کہ اب مین کسی سے شادی نکرونگی لیکن محض عاقل خان کے جواب صاف دینے سے آیندہ شادی کے متعلق انکار

کر دینا خلاف مصلحت تھا۔ چنانچہ اسی سلسلہ مین شہزادہ فرخ کی درخواست
و تصویر بھی ایران سے آئی اور شہنشاہ نے بغرض انتخاب اسے زیب النسا
کے پاس بھیجدیا۔ شہزادی نے اِس خیال سے کہ کہین عاقل خان کی
محبت کا راز فاش نہ ہوجائے۔ تصویر و درخواست دیکھکر کہلا بھیجا کہ مین
اُنکی عادات و سکنات کا معائنہ بچشم خود کرنا چاہتی ہون۔ اگر انہین یہان بلا لیا جائے
تو بہتر ہو۔ یہان سے درخواست پر یہی الفاظ ثبت کر دیئے گئے۔ شہزادہ فرخ
تزک و احتشام سے دہلی پہونچے شاہی مراسم استقبال ادا کئے گئے اور
زیب النسا کے محل کے ایک گوشہ مین اُتارے گئے۔ شاہی مہمان نوازی
اور دعوت کا انتظام کیا گیا۔ جب شاہی دعوت سے فراغت پائی تو زیب النسا
نے دعوت کی۔ دعوت نہایت تزک و احتشام سے کی گئی۔ باتکلف مختلف
الاقسام کے کھانے پکائے گئے۔ پھولون کی مکلف سیجین بچھائی گئین۔ اور
جس ہال مین دعوت کا انتظام تھا اوسکو عطر و بخور اور طرح طرح معطر و معنبر اشیاء سے
مہکا دیا گیا تھا اور قیمتی الوان زیب ایوان تھے۔ غرضکہ انتظام دعوت نہایت شاندار
اور اپنی نوعیت مین یگانۂ روزگار تھا۔

بعد مغرب شہزادہ فرخ تشریف لائے۔ شہزادہ ایک نہایت دبدبہ اور شوکت کا
آدمی تھا۔ صورت نہایت خوش رنگ اور چمکدار تھی۔ آنکھین گو کسیقدر چھوٹی
اور بھوری تھین تاہم اون مین ایک خاص شوخی تھی۔ پیشانی نہایت کشادہ تھی

جسپر برابر تین تل تھے۔ پوشاک امیرانہ تھی۔ جواہرات سے تمام پیکر تصویر زرین بنا ہوا تھا۔ عمر اسکی تیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ غرضکہ یہ شہزادہ اپنی ہزارون اُمیدین دل مین دبائے ہوئے عالم تمنا مین جھومتا مسند پر آبیٹھا۔ زیبائیش مکان نے انکھین کھولدین۔ امتحان وضع کا خیال بار بار دلکو گدگداتا تھا۔ مسند سے ذرا دور چلمن کی آڑ مین زیب النسا رونق افروز تھی۔ اور شہزادہ کی ذرا ذراسی بات کو بچشم خود دیکھہ رہی تھی سپہلے تو پر تکلف دستر خوان مین شہزادے کے سامنے کہانے چنے گئے۔ جنگی خوشبو سے دماغ نافۂ آہو بن گیا۔ سینکڑون قسم کے کہانے بیسیون قسم کے پلاو۔ زردے، قورما، مچھلیان، دوپیازہ وغیرہ مہمان کے سامنے لاکر رکہے گئے اور شہزادہ نے ہاتھہ بڑہایا۔ کچھہ کھایا پیا کہ مذاق کی سوجھی اور زبان فرخ سے نکلا کہ سنبوسہ بیسن بدہ یہ فقرہ ذو معنی تھا جس سے ایک مطلب تو یہ تھا کہ شہزادہ نے سنبوسہ (سموسہ) طلب کیا تھا لیکن دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ سنبوسہ بے سن یعنی بغیر سن کا سنبوسہ مانگا گیا تھا اور سنبوسہ مین سے اگر لفظ سن نکال ڈال لئے تو بوسہ رہ گیا۔ اس سے در پردہ فرخ نے ایک نہایت بیہودہ سوال کیا۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھا تھا کہ یہان ایسے معمولی فقیرون کی دال نہین گلتی اور مخاطب مین متکلم سے زیادہ مادہ بذلہ سنجی موجود ہے اوسکی زبان سے یہ فقرہ نکلا ہی تھا کہ زیب النسا نے پردہ کی آڑ سے فوراً جواب دیا۔ "مطبخ" اور طلب جواب مین بھی وہی دو پہلو نکلتے مین

ایک مذاقی دوسرا جوابی۔ جب فرخ کی عادات واقوال کے متعلق زیب النسا کی خیالات کا اس فقرہ سے بدل گئے تو وہ اوٹھہ بیٹھی اور اندر چلی گئی شہزادہ فرخ اِس جواب سے اسقدر دل برداشتہ ہوا کہ کچھہ نہ کہا یا کچھہ نہ کہا یا اور شرمندہ ہوکر جلدتر رخصت حاصل کرکے واپس ایران چلا گیا۔

اسی شہزادۂ فرخ نے یہ مطلع لکھکر زیب النسار کے پاس بھیجا تھا۔

ترا اے مہ جبین بے پردہ دیدن آرزو دارم

جمالت ہائے حسنت را رسیدن آرزو دارم

اسکا جواب شہزادی زیب النسا نے یہ لکھکر واپس بھیجدیا۔

بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا
بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا

در سخن پنہان شدم چون بوی گل در برگ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

فرخ کی مایوسی کے بعد زیب النسا نے سلسلۂ انتخاب کو بھی مسدود کردیا اور شادی سے کچھہ متنفر سی ہوگئی بعض ہم جلیس سہیلیان اکثر اثنائے گفتگو مین شہزادی کو ٹٹولا کرتی تھین لیکن وہ یہ کہکر اونکو ٹال دیتی تہی کہ دنیا ہیچ ہے یہانکی خوشیان فانی ہین دو دن کیلئے دنیا کے لذائذ ہین گرفتار ہوکر ابدی اور لازوال خوشی کو جو حفظ نفس سے حاصل ہوتی ہے کیون برباد کردون۔

غرضکہ پھر زیب النسا نے شادی تمام عمر نہ کی۔ اسکی نسبت ایکمرتبہ سلیمان شکوہ پسر دارا شکوہ سے ہی ہوئی تہی اور زیب النسا کو کچھہ اس سے بھی نسبت سی ہوگئی تہی لیکن شہزادہ پولیٹکل

پیچیدگیون مین کچھ ایسا پھنسا کہ زیب النسا کا دل ارادہ عقد سے بالکل ہی پھر گیا اور پھر کبھی اگر شہنشاہ کیطرف سے عقد کے متعلق سلسلہ جنبانی ہوئی تو اوسنے صاف انکار کر دیا۔

جب شادی کی افواہین اور سلسلۂ انتخاب وغیرہ سب کا انسداد ہوگیا اور معاملات یکسو ہوگئے تو عاقل خان کی محبت کی چنگاری جو اوسکے دلمین دبی ہوئی تھی پھر چمکنے لگی۔ نوکری سے تو استعفا ہی دیدیا تھا لیکن لاہور مین جی نہ لگا اور وہان سے دہلی چلے آئے جب عاقل خان کے دہلی آنیکی خبر شہزادی نے سنی تو ایک خط اونکے نام بھیجا اور اوسمین لکھا کہ۔

شنیدم ترکِ خدمت کرد عاقل خان بنادانی

عاقل خان نے رقعہ کی اور دوسری باتون کا جواب دینے کے بعد اِس مصرع کا جواب اسطرح دیا کہ۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

مختصر یہ ہے کہ عاقل خان چھپ چھپا کر محلون مین بھی جانے لگے اور پوشیدہ طور پر راز و نیاز کی باتین ہوتی رہین۔ دوست دشمنون نے لگائی بجھائی شروع کی گو صاف الفاظ مین یہ نہ کہہ سکے کہ عاقل خان اور زیب النسا مین دربردہ چھیڑ چھاڑ رہتی ہے مگر ضرور لکھدیا کہ عاقل خان جب مستعفی ہوچکا تو پھر محلون مین اُسکا آنا جانا کیا معنی رکھتا ہے اورنگ زیب ایک بلیغ النظر بادشاہ تھا کچھ دن تک

تو لوگون کی یہ باتین سنتا رہا جب صبر نہ ہو سکا تو خود تحقیق معاملات کیطرف رجوع ہوا - ایک آدھ خواص کو بلا کر بعد تہدید حکم دیا کہ اب جسوقت عاقل خان قلعہ مین موجود ہو فوراً ہمین اطلاع دو اتفاق سے ایک روز جبکہ عاقل خان زیب النسا کے باغ مین آیا تو اوسی خواص نے جہان پناہ کو خبر پہونچا دی فوجون نے فوراً باغ کا محاصرہ کر لیا اورنگ زیب بہ نفس نفیس موقع پر آپہونچا زیب النسا نے اپنے باپ کو آتے ہوئے دیکھا تو زمین پانون کے نیچے سے نکلگئی عاقل خان کو ایک دیگ مین بٹھا کر فوراً اوسکو بند کر دیا اورنگ زیب نے ہر جگہہ عاقل خان کو ڈھونڈا مگر پتہ نہ لگا اتفاق سے وہ دیگ نظر پڑ گئی زیب النسا وہین موجود تھی دریافت کیا کہ اسمین کیا ہے شہزادی نے کہا کہ نہانے کیلئے پانی بھروا دیا ہے - بادشاہ بولے پھر یہ گرم کب ہوگا اور یہ کہکر خواصون کو حکم دیا کہ دیگ کے نیچے فوراً آگ روشن کر دو - جہان پناہ کے حکم سے سرتابی کرنیکی کس مین مجال تھی سو دیگ دیگدان پر چڑھا دی گئی اور آگ بھڑکا دی گئی -

شہزادی نے جب دیکھا کہ اب یہ نامراد دنیا سے سفر کر جائیگا اپنی آبرو بچانے کیلئے دیگ کے پاس جا کر کہنے لگی کہ -

دم باش مثال کلہ بارے

یعنی بکری کی سری کیطرح دم ہو جاؤ - کہ باوجود زبان رکھنے کی بھی اوس سے وقت بخت دیر آواز نہین آتی - عاقل خان کو زیب النسا کی پوری محبت تھی

جلکر دم ہوگیا لیکن اُف نہ کی - اورنگ زیب نے بھی جبتک نہ سمجھ لیا کہ اب
عاقل خان بالکل مرچکا ہوگا وہان سے قدم آگے نہ بڑھایا کہتے ہین کہ
اس دیگ کیطرف ایک خواص نے اشارہ کردیا تھا کہتے ہین کہ آخری
وقت مین عاقل خان نے یہ مطلع کہا تھا

بعد مُردن ز جفاے تو اگر یاد کنم تو
از کفن دست بُردن آرم و فریاد کنم تو

یہ واقعات اکثر تواریخ مین دیکھے گئے ہین لیکن نقادانِ فن نے ان پر
جو تنقید کی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن کا زیادہ حصہ محض لغو اور
افترا آگین ہے - اورنگ زیب کی سیاست کا حال سب کو معلوم ہے
پھر ایک ایسا زبردست اور سخت گیر بادشاہ اپنی حقیقی لڑکی کے ایسے حیا سوز
واقعہ سے مطلع ہوجائے اور عاقل خان کو سزا بھی دیدے لیکن زیب النسا سے
قطعاً بازپرس نہ کرے - یہ بات ہرگز سمجھ مین نہین آسکتی اور نہ آنے کے
قابل ہے اس لئے اِن واقعات کی تصدیق مین ہمین شبہہ ہے - بہرحال
جو کچھ بھی ہو - زیب النسا کے کریکٹر پر ایسا بدنما دھبہ لگانا صرف مغربی مورخین کا
کام ہے جو ان باتون کو سُن سُنکر حق الیقین کے درجہ تک پہونچا دیتے ہین
اور پھر نہایت بیباک اور آزادی کے ساتھ اون پر بحار کس پاس کرنیکی
جرائت کرتے ہین -

زیب النسا کی شاعری پر ریویو کرنا نہایت مشکل ہے۔ عورتون مین ایسی ادا فہمی نایاب کیا عنقا ہے۔ اوسکے کلام مین جو نمکینی اور شوخی فطرت نے عطا کی تہی وہ اوسے معاصرین مین چمکانیکے لیے کافی تہی گو اوس زمانہ مین ایران و اصفہان کے بہت سے ماہرین فن دہلی مین موجود تھے لیکن اوسکے دماغ و ذہن سے کسی کی طبیعت ٹکر نہین کہا سکتی تہی وہ جو کچہہ کہتی تہی سمجھکر کہتی تہی اور اوسکا کلام عیوب و متروکات سے بالکل صاف اور شستہ ہوتا تہا۔

چونکہ قدرت نے اوسے عورت بنایا تہا اسلیے شوخی اور لطافت اوسکے کلام مین مردون سے زیادہ نمودار رہتی تھی۔ بڑے بڑے ماہرین فن اوسکے کلام کو بالاستیعاب دیکھتے تھے اور دنگ رہ جاتے تہے۔ ہم چاہتے ہین کہ چند زمینون مین معاصرین کے کلام سے زیب النسا کے کلام کا موازنہ و مقابلہ کرین۔ تاکہ ناظرین کو مقابلتاً دونون کا حسن کلام معلوم ہو سکے۔

خواجہ حافظ اور زیب النسا

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را حافظ دارا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا
غم میکند فزونی اے دوستان خدارا مخفی شاید نہفتہ ماند این راز آشکارا
سرکش مشو کہ چون شمع از غیرت بسوزد حافظ دلبر کہ در کف او موم است سنگ خارا

مارا چو موم بگداخت این آتش محبت مخفی تا چند باشد دل در سینہ سنگ خارا

کشتی شکستہ گانیم اے باد شرطہ برخیز حافظ باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

کشتی عمر بشکست در بحر نا امیدی مخفی مشکل کہ باز بینیم آن یار آشنا را

در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند حافظ گر تو نمی پسندی ما مورکن قضا را

حاصل نہ شد چو گاہے کامی زہیر تدبیر مخفی تدبیر را گزارم گردن نہم قضا را

در حلقہ گل و مل خوش خواند دوش بلبل حافظ ہات الصبوح ہیوا یا ایہا السکارا

بگذشت موسم گل شد نالہائے بلبل مخفی تا کے شراب مستی یا ایہا السکارا

آئینہ سکندر جام جم است بنگر حافظ تا بر تو عرض دارد احوال ملک دارا

اے خسرو زمانہ بکشا دو چشم بنگر مخفی در نامہ سکندر احوال ملک دارا

کلام مخفی کی خوبیاں ناظرین کلام سے مخفی نہین ہے لیکن کسی غزل کو دیکہکر اسپر غزل لکھنا کوئی بڑی بات نہین ہے بعض مصرعون مین تو صرف ایک لفظ مخفی کا ہے باقی سارا مصرع جناب حافظ کا ہے۔ ملاحظہ ہو شعر نمبر ۵و ۶ لیکن بعض صورتون مین جس قافیہ کو حافظ صاحب نے باندہا ہے اوسکو نہایت خوبصورتی اور حسن کے ساتہہ مخفی نے نظم کیا ہے جو حافظ صاحب کے شعر سے بہتر اور حسین معلوم ہوتا ہے مثلاً تیسرا اور چوتہا شعر۔ غرضکہ اس غزل مین گو نہ موازنہ طبیعت نہ ہو سکا تاہم بعض مقامات کلام سے زیب النسا کی خوش ذہنی کا ثبوت ضرور ہو گیا۔ اسی طرح حافظ صاحب اور مخفی ایک دوسری غزل ہے

خوش تر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست — حافظ — ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

باغ و بہار و آب روان این خمار چیست — مخفی — دلبر بکام و بادہ بکف انتظار چیست

حافظ صاحب کا پہلا مصرع نہایت صاف اور پاکیزہ ہے لیکن مصرعہ ثانی میں "گو سبب انتظار چیست" پُر از زوائد ہے اور اسی قافیہ کو بغیر زوائد مخفی نے اپنے دوسرے مصرعہ میں دکھایا ہے۔ صرف "انتظار چیست" نظم کر لینا قادر الکلامی کی بیّن دلیل ہے۔

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار — حافظ — کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

فرصت شمر غنیمت و داد نشاط دہ — مخفی — حیران این خیال ز انجام کار چیست

مخفی کے مصرع اولیٰ میں حاصل فرصت کو "داد نشاط" بتغیر کرنا بڑی اچھی بات ہے جو حافظ صاحب کے قلم سے رہ گئی۔

پیوند عمر بستہ بموئیست ہوش دار — حافظ — غمخوار خویش باش غم روزگار چیست

ممکن چو نیست دیدن آئینہ مراد — مخفی — چندین شکایت از ستم روزگار چیست

حافظ صاحب نے اپنے شعر میں استعارات کو سمجھایا ہے اور مخفی نے سادگی سے وہی کام نکالا ہے۔ یہ ذرا مشکل ہے۔

سہو و خطائے بندہ گرت نیست اختیار — حافظ — معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

مخفی بقدر طاعت ما گر عطا کنند — مخفی — در روز حشر رحمت پروردگار چیست

حافظ صاحب نے یہ دکھایا ہے کہ اگر بندہ کی سہو و خطا کے عفو کا اختیار نہیں ہے

تو رحمت پروردگار کے اور کیا معنی ہین - لیکن مخفی کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہمین حشر کے دن ہماری طاعت وبندگی کا معاوضہ ملا تو پہر رحمت پروردگار کس کام کی ہے - رحمت کے معنی تو یہ ہین کہ بندہ طاعت کرے یا نکرے لیکن اوسپر عنایات ومراعات کی بارش ضرور ہو - ان سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مقامات پر مخفی اظہار مطلب مین حافظ صاحب سے ذرا دور نکل گئی ہے - جسے معراج کلام سمجہئے -

خیر یہ غزلین ایسی تہین جو زیب النسا نے حافظ صاحب کی غزلین دیکہنے کے بعد لکہی تہین - اب اون معاصرین کے کلام سے موازنہ کرنا باقی ہے جو عہد مخفی مین اپنے کلام کے کمال کیوجہ سے مشہور ہوچکے تہے انہین سے صائب، ناصر علی اور غنی زیادہ تر مشہور ہین اور ہم انہین کے کلام سے مخفی کا موازنہ ومقابلہ کرنا چاہتے ہین - یہ غزلین یا تو کسی مشاعرہ کیطرح پر لکہی گئی ہین یا بجاے خود علیحدہ - لیکن اسمین یہ شبہہ نہین ہوسکتا کہ مخفی نے کسی غزل کو سامنے رکہکر غزل کہی ہو گی -

موازنہ کلام مخفی وصائب

عشقِ عالم سوز را با کفر و ایمان کار نیست *صائب* گردنِ ما ور کمندِ سبحہ و زنار نیست

بت پرستانیم با اسلام ما را کار نیست *مخفی* غیر تار زلف ما را رشتۂ زنار نیست

ہر کہ پیراہن بہ بدنامی درید آسودہ شد *صائب* بی نیازی از طعن ارباب ملامت کار نیست

پیش زین اے عقل پرس طعن رسوائی مزن مخفی زانکہ مستانِ محبت را ملامت عار نیست
بزرگِ جا نہا کہ پیچید تا پریشان لف نیست صائب نبض و لہارا نہ خیز و چشم تا بیمار نیست
لذت درد محبت راز بیدردان مپرس مخفی قدر زحمت را نداند ہر کہ او بیمار نیست
مخفی کا چوتھا اور پانچوان شعر جناب صائب سے صفائی اور شستگی الفاظ مین
بڑہ گیا خصوصاً چھٹا شعر جس خوبی کے ساتھہ ادا کیا گیا - وہ مخفی کا حصہ ہے
زیب النسا کا مقطع اور ملاحظہ ہو جو اپنی صفائی کے اعتبار سے حاصل غزل ہے
مخفیا گر وصل خواہی باغم ہجران بساز کاندرین گلزار عالم یک گل بیخار نیست
انہین دونون کی دو غزلون کے اشعار کا موازنہ پھر کیا جاتا ہے جو یقیناً
خالی از دلچسپی نہ ہوگا - ان مین قوافی کا اختلاف نظر انداز کیا گیا ہے -
نیست آسان خوان نعمتہائے الوان ریختن صائب برگزیران مکافات است دندان ریختن
کار معشوقان نمک بر زخم پنہان ریختن مخفی کار عاشق خون خود بر پائے جانان ریختن
سالہا گل در گریبان ریختی خون بہار صائب مدتے ہم اشک می باید بدامان ریختن
گر نہادم داغ عشقت بر جگر معذور دار مخفی باغبان را میرسد گل در گریبان ریختن
آن قدر موج حلاوت لذ دہان او کہ مور صائب می تواند قندہا از شیرہ جان ریختن
صحبت بیگانہ می دارم بتو اے آشنا مخفی کا بر دو شوار باشد پیش خویشان ریختن
نقد جان صائب چرا از تیغ او دارم دریغ صائب از مروت دور باشد عز مہمان ریختن
دیدۂ خود بر کشا مخفی مگر تا کے توان مخفی نقد عمر خویش را ہر سو پریشان ریختن

اِن دونون غزلون مین دونون مصنفین کے اشعار باعتبار مطلب و معانی جداگانہ ہین مصحفی کی نازک خیالیان اوسکے اشعار سے صاف طور پر نمایان ہین اور مصحفی اپنے انداز کلام مین ہر جگہہ ممتاز معلوم ہوتی ہے - اِن غزلونمین توارد کو بھی گنجایش نہین ملی ہے اور سب کے مضامین اچھوتے اور جُداگانہ ہین مصحفی کے مقطع کا مصرع ثانی خصوصیت سے قابل داد ہے" نقدِ عمر خویش را ہر سو پریشان ریختیم" ہر شخص نہین کہہ سکتا - اسیطرح چھٹے شعر مین مصحفی نے اپنے ذہن رسا کی جولانیان دکہائی ہین جنکا لطف ناظرین خود اٹھا سکتے ہین

موازنہ کلام مصحفی و غنی

میروم از اشتیاق غمنان حیران سوی دوست — غنی — از نمازم نیست مطلب غیر سجدۂ روی دوست

در سجود آیم بمحراب خم ابروی دوست — مصحفی — آہ خوش باشد کہ بینم بار دیگر روی دوست

چون سیاہی می کند از گوشۂ ابروی دوست — غنی — ماہ نتواند از روی خجالت شد سپید

دیدۂ دل را کند روشن نسیم کوی دوست — مصحفی — دیدۂ یعقوب گر روشن شود نبود عجب

ما بحسن دوست می بینیم حسن روی دوست — غنی — تو تیای چشم مہ جز پرتو خورشید نیست

غنچۂ دل بشگفد در سینہ چون گل در چمن — مصحفی — مژدۂ وصلے گر آرد قاصد از کوی دوست

گرد خجلت بر رخش ہست از صفای روی دوست — غنی — چہرۂ خود گر چہ مہ از چشمۂ خورشید شست

پنجہ گر بگیرد زخم چون شانہ در گیسوی دوست — مصحفی — ہر نفس از رشتۂ کارم کشاید صد گرہ

یک نفس منشین غنی غافل ز دامن گیریش (غنی) تا نہ گردی خاک ہر گز بر نخیز از کوی دوست

جوی خون آرد بجای شیر مخفی کوہکن (مخفی) بشنو و از بے ستون گر شمۂ از بوی دوست

اس زمین دونون نے خوب خوب زور طبیعت دکھایا ہے حضرت غنی کی طبیعت بہت زیادہ جولان معلوم ہوتی ہے لیکن زیب النسا کا سا چلبلاپن نصیب نہین - اس موازنہ سے ایک بات اور واضح ہوئی وہ یہ کہ آج دوسو برس کے بعد یوروپین فلاسفرین نے یہ معلوم کیا کہ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے لیکن یہ فلسفہ عالم اسلام کے دانایان فن نے دوسو برس قبل ہی اخذ کر لیا تھا - چنانچہ حضرت غنی کے آخری دو شعرون سے اسبات کا پورا ثبوت ملتا ہے کہ چاند کی روشنی داتی نہین ہے بلکہ آفتاب اوسکی روشنی کا سرچشمہ ہے - خیر ہمین اسوقت نظام عالم سے بحث نہین ہے اس لئے ہم اس مبحث پر کچھہ زیادہ لکھنا فضول سمجھتے ہین ہمین تو زیب النسا کے کلام سے معاصرین شعرا کا کلام کا موازنہ مقصود ہے -

ایک مرتبہ مصرع طرح ہوا تھا "اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند" اس پر بعض شعرائے مصرع لقمین کئے جو بغرض ملاحظہ یہان درج کئے جاتے ہین -

ہلال عید چون ابروے آن دلبر نمی ماند   اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

دلم آن از قہر آن آئینہ رو در بر نمی ماند   اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چو میوہ پختہ شد بر شاخہائے تر نمی ماند   اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مسافر در سرائی کاروان اکثر نمی ماند ناصر علی اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

حجاب نو عروسان در بر شوہر نمی ماند مخفی اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مریض عشق او بسیار بر بستر نمی ماند ایضاً اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

ان تمام تضمینون سے صاف پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ برمحل، و فصیح، اور حسین تضمین مخفی کی ہے خصوصاً پہلا مصرع حجاب نو عروسان در بر شوہر نمی ماند مستغنی از تعریف ہے۔

زیب النسا گو اعلیٰ درجہ کی شاعرہ عاقلہ اور قابلہ تھی نیز شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کی چہیتی کی بیٹی تھی تاہم جیسا کہ ہم پہلے لکھہ چکے ہین اُسے تکلفات سے نفرت تھی چنانچہ خود کہتی ہے

دختر شاہم و لیکن رو بفقر آوردہ ام زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النسا

یہ چند قطعات بہی اُسی شہزادی کی تصنیف سے ہین جسکی لا الف آپ ملاحظہ فرما رہے ہین

خانہ بت خانہ داشت ابراہیم بود ابلیس راہگر دون راہ

بعنایت نگر کہ آخر کار این لعین گشت و آن خلیل اللہ

دیگر

اے آبشار نوحہ گر از بہر چیستی چین بر جبین فگندہ ز اندوہ کیستی

آیا چہ درد بود کہ چون ما تمام شب سر را بہ سنگ می زدی و می گریستی

دیگر

واے بر شاعران نادیدہ　　غلطی را بہ خود پسندیدہ
سرو را قدِ یار مے گوید　　سرو چوبے است تا تراشیدہ

دیکھئے یہ شعر کیا اچھے ہین ؎

ہر دم آزردگی بغیر سبب را چہ علاج　　ما گذشتیم ز لطفِ تو غضب را چہ علاج
فرض کردم کہ بیادِ تو دلم خورسند است　　لیکن این دیدۂ دیدار طلب را چہ علاج
آن چہ بر دل گذرد از غمِ ہجرِ تو مرا　　یک بیک شرح دہم لیک ادب را چہ علاج
میتوان عشق نہان داشت ز مردم لیکن　　زردیٔ رنگِ رخ و خشکیٔ لب را چہ علاج

ان اشعار مین تخیل کا اعلی نمونہ دکھلایا گیا ہے اور یہ جذبات طرازی بغیر محبت کے حاصل نہین ہو سکتی ہے۔ زیب النسا کے دل مین محبت کی آگ ضرور سلگ رہی تھی۔ ورنہ اُسکے قلم سے ایسے آتشناک اشعار کبھی نہین نکل سکتے تھے اشعار مندرجہ ذیل مین بھی نہایت اعلی تخیل کا انتظام کیا گیا ہے جو زیب النسا کے دلی جذبات کے ترجمان ہین۔

حمد

اے بتو قایم وجودِ اصل ہر موجود ما　　وے بتو روشن چراغ گوہر مقصود ما

نعت

تا دین جہانگیر تو افراخت علم را　　بگرفت اقالیم عرب را و عجم را

عشق -

خیال چشم جادو کردم امشب — گل مقصود را بو کردم امشب

بہ بزم بلبلان از شاخ تا صبح — بباغ یا ہو کردم امشب

چون وعدۂ دیدار تو افتاد بمحشر — کارم ہمہ افتاد بفردائے قیامت

ہر روز قیامت گذرد بر دل مخفی — تا چند توان وعدہ بفردائے قیامت

پروانہ صفت ز آتش دل بال و پرم سوخت — چو شمع سحر ہجر ز پا تا بہ سرم سوخت

تو گر از روئے معشوقی می اندر جام خواہی کرد — جہانے را بہ عاشق پیشگی بدنام خواہی کرد

اگر آئین ناز انیست این طرزے کہ تو داری — تو کار صد مسیحا را بیک دشنام خواہی کرد

فروغ حسن گر انیست استغنا چنین باشد — باندک فرصتے آتش بجان انس و جان افتد

فتاد آخر بہ رسوائی ز عشقم کار ستیر سم — کہ آخر راز پنہان در زبان مردمان افتد

بے ثباتی -

بصد افسوس و نومیدی ز عمر رفتہ یاد آرد — چون مخفی را نظر بر چشمۂ بحر روان افتد

چند تاسف خوری بہر بقائے وجود — جام فنا نوش کن ذوق بقا زد طلب

جانب آب حیات خضر اگر رہبر است — در پئے او راہ گیر جام بقا زو طلب

بانگ جرس چون شنود ہم نفس کاروان — در دل تاریک شب ساز و نوا زد طلب

نقادان سخن اس نمونہ کلام کے دیکھنے کے بعد اندازہ لگا سکتے ہین کہ زیب النسا نہایت اعلیٰ درجہ کی شاعرہ تھی۔ اُسکے کلام مین صفائی اور قدرت بے حد تھی

وہ اپنے کلام پر خود نازان تھی جیسا کہ اُسکے اس مصرع سے ظاہر ہوتا ہے -

سکّہ بر نقدِ سخن رائج ایران زدہ ام"

گو محل شاہی مین دیوان حافظ دیکھنے کی سخت ممانعت تھی لیکن زیب النسا کو خود اورنگ زیب نے اجازت دیدی تھی کہ وہ دیوان حافظ مطالعہ کر سکتی ہے دیوان حافظ دوسری کتابون سے نسبتاً زیادہ زیر مطالعہ رہا ہے - اِس لئے زیب النسا کی اکثر غزلین حافظ شیرازی کی غزلون پر ہین - زیب النسا کا تخلص مخفی تھا اور یہ تخلص ایک عورت کے لئے موزون اور مناسب بھی معلوم ہوتا ہے دیوان مخفی کے بہت سے ایڈیشن طبع ہو چکے ہین لہذا ضرورت نہین ہے کہ مخفی کی اور غزلین مکمل یا جزواً یہان درج کی جائین مشتاقانِ سخن اگر دیکھنا چاہین تو دیوان ملاحظہ فرمائین -

۱۱۱۳ھ مین جب شہنشاہ اورنگ زیب فتوحات دکن مین مصروف تھے شہزادی زیب النسا کو بخار کی شکایت ہوئی دل دنیا کی سرد مہریون سے سرد ہو چکا تھا، حوادث اپنا اثر پورا کر چکے تھے - بے ثباتی کی تصویرین نظرون مین چھائی ہوئی تھین - یہ بخار نہ تھا بلکہ پیام اجل تھا جس نے زیب النسا کی جان لیکر چھوڑی آخر ۶۵ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اپنے کلام کے سوا اور نام کے علاوہ کوئی چیز یادگار نہ چھوڑی - بادشاہ کو یہ خبر پہونچی تو باوجود ضبط و استقلال کے صبر نہ کر سکا اور بے اختیار ہو کر آنسو نکل آئے سید امجد خان اور شیخ عطاء اللہ حافظ خان وغیرہ

کے نام احکام جاری ہوئے کہ شہزادی مرحومہ کو ثواب پہونچانے کیلئے فاتحہ اور خیرات کا انتظام کرین۔

معاصرین شعراءمین سے کسی نے یہ قطعہ اُسکے انتقال کے متعلق لکھا ہے ۵

آن زیب النسا بحکم خدا ناگہان از نگاہ مخفی شد
منبع علم و فضل و حسن و جمال ہمچو یوسف بچاہ مخفی شد
سال تاریخ از خرد جستم گفت ہاتف کہ ماہ مخفی شد

لیکن اِس مادہ تاریخ سے ۱۰۸۰ھ حاصل ہوتے ہین اور اگر بالفرض ک اور ہ (کہ) کے اعداد بھی اسمین جمع کرلئے جائین تو ۱۱۰۵ھ نکلتا ہے یا تو یہ قطعہ اور مادہ غلط ہے یا سن ترحیل مین اختلاف ہے۔

بعض تواریخ مین مادہ تاریخ "داخلِ جنتی" لکھا ہے جس سے ۱۱۱۴ھ نکلتے ہین لاہور مین زیب النسا نے جو باغ بنوایا تھا اُسکا حال ناظرین گذشتہ صفحات پر پڑھ آئے ہین۔ چنانچہ حسب وصیت نعش وہان پہونچائی گئی اور دفن ہوئی۔

حکیم مظفر حسین صاحب لکھتے ہین کہ شہزادی کی نعش حسب وصیت نو کوٹ کے قریب (جو اب نون کوٹ کہلاتا ہے) لاہور مین دفن ہوئی جس باغ مین زیب النسا کی نعش دفن کی گئی وہ چوبرجی والے باغ کے قریب واقع ہے اسکی چار دیواری پختہ بنوائی گئی تھی اسمین چار دروازے تھے جنمین سے

اب صرف دو موجود ہین - ایک شرق رویہ دوسرا شمال رویہ مشرق رویہ صدر دروازہ ہے اسکے چارون گوشون پر چار برجیان بنی ہوئی تہین - یہ دروازہ اسقدر عظیم الشان اور بلند بنوایا گیا تھا کہ اسمین سے ہاتی معہ عماری کے بے تکلف نکل جاتا تہا تھا - مگر یہ دروازہ اسوقت بند ہے - یہ عمارت اور باغ کسی وقت مین جسقدر دلفریب اور دلکش تھے اب اسی قدر ہولناک اور مہیب ہین - اس دروازہ کو ایک معمولی زمیندار نے اپنے قبضہ مین کر کے چند جلاہون کو اس مین آباد کر دیا ہے گو عمارت کا بہت سا حصہ مسمار ہو چکا ہے تاہم دو برج اسوقت تک موجود ہین - شمالی دروازہ اہل قریہ کی آمد و رفت کے لئے وقف ہے اسکے علاوہ ایک چھوٹا سا دروازہ جانب جنوب بہی موجود ہے باغ کے قریباً نصف حصہ مین اسوقت ایک موضع آباد ہے جسے نوان کوٹ کہتے ہین -

شہزادی زیب النسا کا مقبرہ اسی باغ کی غربی دیوار سے ملحق ہے - چونکہ تاریخون مین لکھا ہے کہ شہزادی کا تعویذ وسط باغ مین بنایا گیا تہا اسلئے اس سے پایا جاتا ہے کہ گویا موضع نوان کوٹ کی آبادی بہی اس باغ کی اندر ہے - اور اس سے اس باغ کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے -

سلطنت مغلیہ کے آخری دور تک یہ باغ نہایت سرسبز آراستہ و پیراستہ رہا اور گو شالامار کا مقابلہ نہ کر سکا لیکن اس سے دوسرے درجہ پر ضرور رہا -

لیکن جو حالت اِس کی آج ہے وہ ضرور توجہ کی محتاج ہے -
تواریخ مین مذکور ہے کہ اِس باغ کی روشین اور سڑکین سنگ سرخ
سے تعمیر کی گئی تہین - اور اِس کے حوض اور شہ نشین وغیرہ
سنگ مرمر کے بنائے گئے تھے - مقبرہ بھی بحالت مجموعی نہایت
شاندار تہا -

مولف حیات زیب النسا تحریر فرماتے ہین کہ جب سلطنت اسلام کا
پھریرا ہندوستان مین لہرا چکا - اور پنجاب سکہون کے قبضہ اقتدار مین
آیا تو خاص شہر لاہور مین تین حاکم مقرر ہوئے - جن مین سے ایک سردار
سوبہا سنگ نے اپنے ملازم محکم دین کو یہ باغ سپرد کر دیا اور اُسنے یہان
سکونت اختیار کر لی اور موضع نوان کوٹ وہان آباد کیا - باغ کی غربی دیوار
کے ارد گرد مکانات بنوائے اور سنگ مرمر کے دلفریب فوارے اکھڑوا کر
پھینکدئیے - سڑکون اور روشون کو غیر ضروری سمجھکر برباد کرا دیا - حوضون کو
بند کر دیا اور وہ بیش قیمت پتھر جو وہان سے اوکھاڑے گئے تھے فروخت
کر دئیے - خدا جانے کیا رحم آیا کہ مقبرہ چھوڑ دیا -

مقبرہ زیب النسا کی حالت موجودہ اسقدر عبرت خیز ہے کہ سننے سے
کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین - کہتے ہین کہ مقبرہ کے چارون دروازے
پھونس کی ٹٹیون سے بند ہین اور گنبد کے اندر مرغیان پلی ہوئی ہین اور انکا

محافظ ایک کتا ہے۔افسوس صد افسوس۔کوئی نہین جانتا کہ مرنے کے
بعد اوسکی قبر سے کیا سلوک کیا جائیگا اس مقبرہ مین زیب النسا ہے اور
اس مرغی خانہ مین وہ ہی شہزادی آسودہ ہے جسنے چند عرصہ پہلے دلون پر
حکومت کرنا آتی تہی۔جو اورنگ زیب کی نورنگاہ، عاقل خان، شہزادہ فرخ
ناصر علی وغیرہ کی مطلح نظر اور بڑی بڑی بیگمون کی پیاری تہی۔اگر یہی سلوک
کسی مغربی شاعر کی قبر کے ساتہہ ہوتا یا کسی مغربی شہنشاہ کی زوجہ کے
مزار کے ساتہہ بہی برتاو زمانہ کرتا تو غالباً گورنمنٹ اُسے ٹہنڈے دل سے
ہرگز نہ دیکہہ سکتی اورنگ زیب کی نورنگاہ اس حالت مین پڑی ہوئی
ہے اور اُسکا کوئی پرسان حال نہین۔کیا گورنمنٹ چاہے تو اس مقبرہ
کی اصلاح ناممکن ہے۔

وہ انجمنین، اور وہ جماعتین، جو غالب وذوق کے مزارون کی اصلاح کیلئے
متمنی ہین اگر مزار مخفی کیطرف بہی توجہ کرین تو بعید از انصاف نہ ہو۔
اوسے اورنگ زیب کا لخت جگر سمجھکر اصلاح نہ کیجئے بلکہ ہندوستان کی
ایک مشہور شاعرہ ہی سمجھکر توجہ کو کام مین لائیے۔اگر مقبرہ موجودہ گندگی سے
پاک کر دیا جائے تو یقیناً مرحومہ کی روح کی خوشی کا باعث ہو۔

زیب النسا کی چار بہنین اور بہی تہین۔زینت النسا بیگم بدرالنسا بیگم اور
نواب مہرالنسا بیگم شاہی زمانہ مین ان کو ہمشیرہ نواب کا خطاب دیا جاتا تہا۔

ان چارون کے مختصر حالات جو ہمین معلوم ہوئے وہ یہان درج کئے جاتے ہین - نواب زینت النسا بیگم ۱۰۵۳ھ مین پیدا ہوئی - علاوہ حسن وجمال کے نہایت سنجیدہ اور متین شہزادی تھی - اسکی شادی اورنگ شاہ والئی کرستان سے ہوئی تھی - اِس نے ۱۱۲۲ھ ماہ دسمبر مین انتقال کیا -

دوسری بہن بدرالنسا بیگم ۱۰۵۷ھ مین تولد ہوئی - یہ ذرا شوخ مزاج اور تیز طبیعت خاتون تھی لیکن والدین اسکو بہت عزیز رکھتے تھے اسنے اپنی جوانی سے پہل نہ پایا اور عین عالم شباب مین فوت ہوگئی تیسری زبدۃ النسا بیگم ۲۶ - رمضان ۱۰۶۱ھ مین پیدا ہوئی شاہ جہان کی تحریک سے ایک بوڑھی معلمہ اسکی تعلیم کے لئے مقرر ہوئی - یہ لڑکی ترکی اور عربی زبان مین کافی دستگاہ رکھتی تھی - جب سن بلوغ کو پہونچی تو شاہجہان نے اورنگ زیب سے درخواست کی کہ اسکی شادی پسر خورد دارا شکوہ سے کرنی چاہئے - اورنگ زیب بوجہ اِس رشتہ کو پسند نہ کرتا تھا لیکن جہان پناہ کا اصرار اسکو مجبور کئے ہوئے تھا اسلئے مجبوراً شاہجہان کے لکھنے کے موافق شادی ہوگئی - یہ لڑکی بھی عین عالم شباب مین دارفانی سے رخصت ہوگئی -

چوتھی بہن نواب مہرالنسا بیگم تھی - ۳ صفر ۱۰۷۱ھ مین پیدا ہوئی - یہ لڑکی میدانِ تصوف مین بھی قدم رکھتی تھی اور زیب النسا سے اسکی اکثر

نوک جھوک ہوتی رہتی تھی۔ اسکے بطن سے بعد شادی تین بچے بھی پیدا ہوئے اسکا ترجیل معلوم نہین۔

یہ پانچون بہنین دلرس بانو کے بطن سے پیدا ہوئی تہین۔ جو شاہ نوازخان صفوی کی دختر نیک اختر تہین شاہ نوازخان ایک ایرانی نژاد سردار تہا اسکا پہلا نام بیرالزمان تھا۔ شاہ نوازخان عہد جہانگیر سے ممتاز عہدون پر مامور ہا جہانگیر کے بعد عہد شاہجہانی مین بھی اس نمکخوار سلطنت نے بہت سے کام انجام دیئے جنکی وجہ سے اسکا وقار حشم سلطنت مین بڑہتا گیا شاہ نوازخان کا خاندان ایران مین خاص وقعت رکھتا تھا اور دل رس بانو بیگم نہایت جمیل و شریف لڑکی تھی اس سے شاہجہان نے بھی مناسب سمجھا کہ عالمگیر کا عقد اُس سے کرکے شاہ نوازخان کو شاہی سلسلہ مین منسلک کرلیا جاوے۔ چنانچہ ۱۰۴۷ھ مین شاہزادہ عالمگیر کی شادی دلرس بانو بیگم سے ہوئی۔ طالب کلیم نے جو اُس زمانہ کے مشہور شاعرون مین تھے یہ مصرع تاریخ لکھا۔

دو گوہر بہ یک عقد دوران کشید

غرضکہ زیب النسا نجیب الطرفین تھی اور نجیب الطرفین ہونیکی وجہ سے اوسکی شرافت و متانت نے عالمگیر شہرت حاصل کرلی تھی۔

اب ہم چاہتے ہین کہ خاندان مغلیہ کی ۷۷ لائف اوف حرم ۱۱ پر ایک تنقیدی

نگاہ ڈالین اور دکھائین کہ اُس زمانہ مین شاہی خاندان کی طرز معاشرت کیا
تھی اور انگریز مورخین نے جو اُنکے کرکٹرن پر خراب ریمارکس پاس کئے
ہین وہ کہان تک صحیح ہین۔ سب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ شاہی
خاندان مین لڑکیون کی شادی نہین کی جاتی تھین۔ لیکن زیب النسا
کی بہنون کے حالات سننے کے بعد کوئی نہین کہہ سکتا کہ یہ رواج
اس زمانہ رہا ہوگا گو زیب النسا نے عالم تجرد مین اپنی زندگی بسر کی لیکن
بالعموم خواتین مغلیہ پر الزام لگانا محض افترا پردازی پر مبنی ہے اور یورپین
مورخین کی غلط بیانی کی دلیل کافی۔ زیب النسا نے عالم تجرد مین زندگی
کے دن کاٹے تو اسکی وجہ خاص تھی۔ ایک تو پولٹیکل پیچیدگیون نے
اُسکے دلکو خالی از مسرت کردیا تھا اور سیاسی اُلجھنین اُسکے جذبات تعیش کو
اُکسانے سے معذور تھین دوسری بات یہ ہے کہ وہ علم و فضل مین اپنی
معاصر عورتون اور بیگمون سے بہت زیادہ فایق ولایق تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ
اگر اسکی شادی ہو تو کسی ایسے جوان رعنا سے ہو جو شکل و شمائل مین احسن صورت
اور حسن سیرت مین غرضکہ ہر طرح اسکا ہمسر ہو۔ اُسے محض اپنے نفس کی
خواہشات مجبور نہ کرسکین کہ وہ بے دیکھے بھالے شہزادہ یا امیر کا پیام
قبول کرلے۔ اُسے اپنا کوئی ہمسر نہ ملا اور اسی لئے اُسنے اپنی
شادی نہ کرلی۔ گو اُسکی شادی نہ ہوئی اور وہ دنیا کے لذائذ سے غیر متعلق ہی

تاہم اُسکے دامن عصمت پر کسی قسم کا دھبّہ نہ لگا۔ کسی خاتون کے حسن و
جمال کا شہرۂ عام سنکر اگر کوئی ارادۂ عقد یا حسرتِ تعلق کا اظہار کرے تو
اس حالت مین وہ خاتون بے قصور و بے گناہ ہے۔ پس عاقل خان کا
قصہ تھوڑی دیر کیلئے صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی زیب النسا کا اخلاق قابل
الزام نہین ہے۔ کوئی مورّخ اسوقت تک یہ ثبوت نہ دیسکا کہ زیب النسا نے
اپنی عصمت کو معرضِ خطر مین ڈالا۔ اول تو اورنگ زیب کا عہد کہ خلاف
ورزی شرع پر سخت سزائین دی جاتی ہین اور منہیات شرعی سے اجتناب
کیلئے سخت تاکید تھی۔ کیا یہ ممکن تھا کہ یہ اثرات بیرونی فورس ڈالین تمام
ملک رعب شاہی سے لرزان رہے اور محلات مین عصمت فروشی کا بازار
گرم رہے۔ دوسری بات جو اُسکے باعصمت ہونے کا ثبوت دیتی ہے
وہ اوسکا تجربہ ہے کہ علم مین درجہ کمال حاصل کرنیکے بعد طبیعت خواہشات
نفسانی سے بالکل منزّہ ہوجاتی ہے اور خطرات و وسواس شیطانی پر جذبات
باطن غالب آجاتے ہین۔ اُسکے کلام سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ اُسکی
طبیعت تصوف کیطرف بہت زیادہ راغب تھی اور وہ نفس کی کشاکش سے
بہت زیادہ علیحدہ رہتی تھی۔ اگر اُسکی بذلہ سنجی اور حاضر جوابی اُسکی عصمت
کیطرف سے مشتبہ کرتی ہے تو یہ بھی غلط ہے اُسنے کسی کو ایسا جواب
نہین دیا جو اُسکے اخلاقی مرتبون کے خلاف ہو طبیعت کی پاکیزگی اُسکے ہر جواب مین

مضمر معلوم ہوتی ہے۔
ایک واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ خواتین مغلیہ کس خوبصورتی سے اُن لوگون کو ٹال دیتی تہین جنکے دلون مین اُنکی طرف سے ذرا بھی بدنیتی ہوتی تھی۔ اُنکا اصول یہ تھا کہ "سانپ مر جائے اور لاٹھی نہ ٹوٹے" وہ ہر کام مین مصلحت کو مقدم اور ضروری سمجھتی تہین۔ چنانچہ مصنف خزانہ عامرہ صیدی طہرانی کے تذکرہ مین لکھتے ہین کہ ایک دن جہان آرا بیگم جو زیب النسا کی رشتہ کی پہوپی ہوتی تہین باغ مین مصروف گلگشت تہین ہر طرف پردہ کا انتظام نہایت معقول تھا اور اُس باغ مین مردون کی آمد و رفت کی قطعی ممانعت کر دی گئی تہی۔ مگر جناب صیدی کو شرارت سوجھی اور باغ کی سہ دری مین چھپ چھپا کر جہان آرا بیگم نے گلزار حسن کی خوشہ چینی کرنے لگے شہزادی ہاتھی پر سوار تہی اور ادہر اودہر قطار در قطار خواصین ہمرکاب تہین جب شہزادی کا ہاتھی اُس سہ دری کے بالکل نزدیک آیا تو صیدی صاحب کی زبان سے بیساختہ یہ مطلع نکل گیا ؎

برقع بہ رخ افگندہ برد ناز بباغش
تا نکہت گل بیختہ آید بدماغش

گو اِس مطلع مین کوئی پہلو گستاخی آمیز نہین ہے تاہم شہزادی نے حکم دیا کہ صیدی کو میرے سامنے لاؤ۔ خواصون نے حاضر کیا شہزادی نے چند مرتبہ

صیدی سے اس مطلع کا اعادہ کروایا اور پانچہزار روپیہ انعام دیکر شہر بدر کرادیا۔

اِس واقعہ سے خاندان مغلیہ کی باعصمت و عفت خواتین کا انتظام اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ اِسی طرح زیب النسا نے کبھی گوارا نہ کیا کہ اُسکی نگاہون کے سامنے کوئی آئے اور بے داغ چلا جائے۔ اگر کسی نے کچھ کہا تو فوراً جواب دیدیا جس سے "الخموشی نیم رضائی" کا غلط خیال پیدا نہو۔ وہ حیا شرم کی مجسمہ تھی۔ چنانچہ خود کہتی ہے ؎

گرچہ من اسامم دل چو مجنون در ہواست
سر بہ صحرا می زنم لیکن حیا زنجیر ماست

عاقل خان کا معاملہ جو اس سے متعلق کیا جاتا ہے وہ بھی سراسر غیر صحیح ہے اگر خدانخواستہ صحیح بھی ہو تو اُس سے زیب النسا کے کریکٹر پر کوئی حرف نہین آتا۔ ناقل واقعات نے یہ کہین بھی نہ دکھایا کہ عاقل خان اور زیب النسا مین کوئی ناجائز تعلق تھا۔ دلون مین فریقین کی محبت موجزن ہو تو ہو۔ لیکن بطون دونون کے صاف تھے۔ ہان زیب النسا کے حالات و واقعات اِس بات کی شہادت دیتے ہین کہ آپس مین اُنس ہم مذاقی ضرور تھا اور اُنس ہم مذاقی رکھنا کوئی گناہ عظیم نہین ہے۔ چونکہ وہ خود شاعرہ تھی اور جمیل اسلئے قادر الکلامی اور سنجیدہ طبع اہل سخن نگاہون مین

بہت جلد اور دل مین رفتہ رفتہ گھر کر لیتے تھے مذاق سخن اور ہم مشربی
دونون مین اُنسیت پیدا کرنے کیلئے ایک کافی سبب تہا۔ عاقل خان کا
دیگ مین بند ہو کر دم ہو جانا اِس بات کی دلیل نہین ہو سکتی کہ وہ زیب النسا
پر عاشق تھا اُسے اُسوقت محض خوف شاہی کی وجہ سے اپنا دم گھوٹنا
پڑا کہ دیگ سے نکلکر ادہر ادہر بہاگتا تو گرفتار ہو جاتا اور اِس سے بہی زیادہ
پریشان ہوتا۔ خدا جانے عتاب خسروی کیا رنگ لاتا اِس لئے مجبوراً دیگ
مین جل مرنا پسند کیا اور زیب النسا کا یہ کہنا کہ "دم باش مثال کالہ بارے"
عاقل خان سے ساتھ کچھ کام کریگا۔
اِس نا طورہ پری جمال اور فرشتہ خصلت کی وقعت گھٹانے اور شان
مٹانے کی جہان اور تدبیرین کی گئی ہین وہان ایک تدبیر یہ کی گئی ہے کہ
اسکے کلام کو دوسرے کا کلام اور اسکے دیوان کو دوسرے کا دیوان کہا جاتا
ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ دیوان مخفی کے نام سے مشہور ہے تصنیفات
رشتی مین سے ہے۔ لیکن بقول حکیم مظفر حسین صاحب جب یہ دیوان
رشتی کا تھا تو ہر غزل کے مقطع مین مخفی کیون لکھا گیا اور رشتی لکھنے سے
کیون گریز کیا گیا ایسا بہی ہوتا ہے کہ ایک شاعر کے دو تخلص ہوتے ہین
لیکن ایک تخلص کسی اور زبان مین اور دوسرا کسی اور زبان مین نبہایا جاتا
ہے یا اکثر اصناف نظم مین جہان ایک تخلص نہین تا وہان دوسرے

تخلص سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن یہان یہ بات نہین ہے کیونکہ رشتی صرف زبان فارسی کا شاعر تھا اِس لئے اُسے دو دو تخلص رکھنے سے کوئی فائدہ نہ تھا۔ بہرصورت دیوان جو مخفی کے نام سے مشہور ہے مخفی ہی کا ہے اور اسمین کسی دوسرے کے کلام کو جگہہ نہین ملی ہے۔ حکیم صاحب موصوف نے تحقیق کیا تو انہین دیوان مخفی کے کئی نسخے دستیاب بھی ہوئے وہ فرماتے ہین کہ ایک نسخہ مسٹر لور کے پاس موجود ہے جو قلمی ہے۔ یہ علاوہ خوش قلم ہونے کے دلکش بھی بنایا گیا ہے اور اسکے حاشیہ اور جدولون پر نقاشی کی گئی ہے گو اسپر کوئی سال کتابت تحریر نہین ہے لیکن کاغذ اپنی قدامت کی شہادت ضرور دیتا ہے۔ وہ نہایت پرانی طرز کا ہے اور اب بوسیدہ ہو گیا ہے جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اسکی عمر سو سال سے کم نہ ہوگی۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ یہ نسخہ کابل سے دستیاب ہوا تھا۔

ایک دوسرا نسخہ بہ خط نسخ ۱۱۴۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اسکے کاتب مولوی حسن علی صاحب اکبر آبادی ہین۔ اسکی تحریر بہت گنجان ہے۔ اپنی قدیم الروشی کا ثبوت دیتی ہے۔ گو اب گنجان لکھنا متروک ہو گیا ہے۔ لیکن ازمنۂ قدیم مین ایسی لکھائی بہت زیادہ مقبول ہوتی تھی۔

تیسرا نسخہ اور ملتا ہے جس پر سال تحریر ۱۱۹۶ھ یا ۱۱۷۶ھ مشکوک طور پر پڑہا جاتا ہے اور اوسکے پڑہنے کیلیئے خوردبین کی ضرورت ہوتی ہے۔ کاتب کا نام اِس پر تحریر ہے لیکن کچھ محو سا ہوگیا ہے اور صرف بیگ پڑہا جاتا ہے۔

ایک نسخہ سید بہادر شاہ سوداگر عجائبات کے پاس موجود ہے جو کسی قدر غلط ہے۔ اسکا خط بہی معمولی ہے لیکن بہت قدیم ہے۔

دیوان مخفی کا ایک نسخہ پنجاب لائبریری مین بہی موجود ہے اِس پر سن تحریر ۱۲۱۴ھ ثبت ہے اور لکہائی چہپائی بہی اُسکی نہایت صاف و شفاف ہے۔

ہندوستان کے اکثر مطابع مین یہ دیوان چہپا ہے۔ اور بیشتر پر دیوان زیب النسا مخفی لکہا ہوا ہے لیکن نولکشور پریس سے جو ایڈیشن شایع ہوا ہے اُسپر رشتی تخلص لکہا ہوا ہے اور یہ کارپردازان مطبع کی غلط فہمی ہے جس کا اُنہین فوری طور پر انتظام کرنا چاہیئے کہ جس دیوان کو عامۃ الخلایق زیب النسا مخفی کا دیوان بتلاتے ہین اسی دیوان کو مطبع نولکشور کے کارپرداز رشتی کے نام سے منسوب کرتے ہین اُن کا یہ یکطرفی فیصلہ کسی طرح بہی ماننے کے قابل نہین ہے۔

بعض لوگ کہتے ہین کہ شہزادی زیب النسا کے زمانہ مین اکثر تصانیف

ایسی ہوئین جنکو زیب النسا کے نام سے منسوب کر دیا گیا تھا مثلاً زیب التفاسیر وغیرہ - اسی طرح ممکن ہے کہ یہ دیوان بھی کسی نے کہہ دیا ہو - لیکن یہ خیال بھی محض غلط ہے - ممکن ہے کہ بہت سی کتابین شہزادی کے نام سے منسوب کی گئی ہون لیکن وہ کتابین تصنیفات مخفی مین شمار نہین کی جاتین اور نہ زیب النسا انکی دعویدار بنتی ہے - اس دیوان کا تصنیف مخفی سے ہونا اس لئے اور بھی زیادہ صحیح ہے کہ اکثر اشعار مین اسنے کچھ واقعات ایسے قلمبند کر دیئے ہین جنسے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعات صرف زیب النسا دختر اورنگ زیب سے متعلق ہین ان تمام باتون کو دیکھتے ہوئے عقل سلیم کبھی گوارا نہین کرتی کہ یہ دیوان سوائے زیب النسا کے کسی اور نے تصنیف کیا ہوگا - دوسری بات یہ ہے کہ جب اکثر مواقع کے ضرب المثل اشعار اسکی تصنیفات سے مانے جاتے ہین تو دوسرے اشعار کو اسکی تصنیف سے نہ سمجھنا بھی غلطی ہے یہ بات دوسری ہے کہ کسی مورخ کو وقت پر اسکا دیوان نہ ملا ہو چند شعر کسی نے سنائے یاد یاد آگئے ہون اور انہین کے لکھنے پر اکتفا کی گئی ہو - جیسا کہ مولانا غلام علی آزاد نے اپنے تذکرہ "ید بیضا" مین لکھا ہے "این دو بیت از نام او مسموع شدہ"

وہ دونون اشعار یہ ہین -

اشک اندر یست کہ خم در گردن یار افگند ... کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نشد

صد بہار آخر شد و ہر گل بہ فرقے جا گرفت غنچۂ باغ دل من زیب دستارے نشد

کہتے ہین کہ مخفی کے کسی ہمعصر لیکن شوخ شاعر نے اسپر ایک مصرع کا اضافہ کرکے اسے مخمس کرلیا تھا۔ وہ مصرع یہ ہے۔

"پُر شد زیب النسا لیکن خریدارے نہ شد"

حضرت آزاد نے جو بات حقیقت مین سُنی تھی لکھدی۔ یہ اُنکی معلومات کا لقصر ہے کہ اُنہین مخفی کا اور کلام نہ ملا لیکن وہ بھی یہ نہین کہتے کہ مخفی صاحب دیوان نہ تھی یا اور غزلین یا اشعار اُسکی تصنیف سے نہین ہین۔

غرض یہ ہے کہ زیب النسا صاحب دیوان تھی" اور جو دیوان مخفی کے نام سے مشہور ہے وہ اُسی کا ہے اور اُسمین دوسرے کے تصرف کا شائبہ بھی نہین ہے۔

زیب النسا نے عمر بھی اچھی پائی۔ یہ اُسکی توانائی کی دلیل ہے۔ صحت اُسکی ہمیشہ اچھی رہی وہ امراض کا بہت کم شکار ہوئی ان باتون سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے نفس مین الجھنین نہ تھین جن کیوجہ سے اُسے شکار آلام ہونا پڑتا۔ وہ نہایت درجہ کی پارسا عبادت گزار متقی اور فقیر مشرب شہزادی تھی ہمین اُسکی لائف سے کئی سبق ملتے ہین اگر ہم چشم باطن اور دیدۂ حقیقت سے دیکھین تو ہمین معلوم ہوسکتا ہے کہ زیب النسا ہمارے لئے ایک پاک اور اعلیٰ زندگی کا نمونہ چھوڑ گئی ہے۔ اُسکی تقلید ہمارے لئے

شرمناک نہین ہے بلکہ قابل فخر ہے۔ ہمین اسکی لائف سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت زیور علوم سے آراستہ ہو تو بہت سی برائیون سے محفوظ رہ سکتی ہے اور زمانے کے نشیب فراز سے واقف ہونے کے بعد زمانہ کے دام تزویر مین گرفتار نہین ہو سکتی۔

ہم دیکھتے ہین کہ آجکل ہم مین ایسے مقدس نفوس کی کمی ہے جو زیب النسا کا ثانی بن سکین۔ لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ اگر چشمہ علوم سے آبیاری ہو اور زیور فنون سے آراستگی ہو تو اب بھی ہم مین زیب النسا اور نور جہان جیسی خواصین نظر آسکتی ہین۔ زیب النسا نے یہ بھی دکھایا کہ ناز و نعم مین مصروف رہنے ہی سے۔ لیاقت اور علم نہین بڑہتا۔ بلکہ دل مین دولت فقر اور طبیعت مین رسائی ہونے سے بھی سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔

زیب النسا نے ایک معمولی اور سادہ زندگی بسر کی۔ وہ ایک بادشاہ کی چہیتی اور لاڈلی بیٹی تہی اگر چاہتی تو موتی چگتی، سونے چاندی مین کہیلتی آب زر سے نہاتی، لیکن اسنے ایسا نہین کیا ہمیشہ وہی سادگی پسند کی اور تکلف سے مجتنب رہی اسکی زندگی سے ہمین یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ کثرت عیش و تنعم دنیا مین ایک فضول چیز ہے۔ اس سے جو لوگ دور بہاگتے ہین وہ ہی اچھے رہتے ہین اور جو لوگ ان کی قربت چاہتے ہین وہ برباد دنیا کو زیب النسا نے دار البقا نہین سمجھ لیا تھا۔ جب تذکرہ کوئی ذکر آتا تو وہ

زہد و تقوی عادات

بے ثباتی دنیا پڑھے ہیں دہلا دیتی تھی کہ اُسکی سننے والیان گو وہ کیسی ہی ہی مائل عیش اور عشرت و تنعم پسند کیون نہ ہون ایک دفعہ تو اس سے متاثر ہو ہی جاتی تھین اور بڑی دیر تک تو اُنکے دل سے خیال عیش و عشرت نکل ہی جاتا تھا۔

زیب النسا شہزادی لائق شاعرہ اور حسینہ ہونے کے علاوہ فلسفہ سے بھی اچھی طرح واقف تھی۔ اُسکے کلام سے فلسفیانہ رنگ صوفیت سے بھی زیادہ مترشح ہے۔ یہ اُس مین ایک خداداد مادہ تھا کہ وہ بال کی کہال نکال لیتی تھی علم ہیئت مین بھی اُسے خاص ملکہ تھا۔ آخر وہ بھی عورت ہی تھی گو اُس کے دل و دماغ مین فطرت نے ذہانت وذکا کا ایک خاص حصہ مرعی رکھا تھا تاہم وہ عورت تھی۔ اگر آجکل کی عورتین بھی اُسکے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرین اور زیب النسا بننے کی متمنی ہون تو اونہین کوئی روک نہین سکتا۔ اگر آج علوم مشرقی ہی مین پورا انہماک ہو جائے تو تو آپ دیکھین کہ زیب النسا کا فسانہ اپنے اصلی رنگ مین آپکی آنکھون کے سامنے موجود ہے لیکن افسوس موت، دشمن حیات موت ایک ایسی چیز ہے جسکے آگے اچھے اچھونکی ہمت پست ہو جاتی ہے اور کسی کا کچھ بس نہین چلتا وہی زیب النسا جسکے سوانح ہم آج مدنظرین کر رہے ہین اب کس مپرسی کے عالم مین بیلے یا رومددگار آسودہ خاک ہے اور کوئی یہ بھی نہین

پوچھتا کہ اے فرشِ گُل پر سونے کی عادی شہزادی کنا [illegible] یا مٹی سے تیری
نازک اندامی کو کوئی صدمہ تو نہین ہونچا تیری جبین نازگر [illegible] ن سے کہین میلی
تو نہین ہوگئی اب اُسکے پاس جاکر [illegible] کوئی یہ [illegible] دریافت کرتا کہ اے
محلون کی رانی اس گوشۂ تنگ و تار مین تیرا جی تو نہین گھبراتا۔ گرمی کے
دن ہین، دہوپ سخت تیز ہے، پائین باغ اسوقت بہار پر آرہی ہوگی۔
چلمنین پوش ہونگی خسخانہ و برفاب طراوت آفرین ہونگے۔ تو بھی اُٹھ اور
ان سرو تراشیا سے حظ اٹھا افسوس وہ مجسمۂ حُسن جسکے لئے عاقل خان
مضطرب، ناصر علی بیتاب، شہزادہ فرخ سیر بیقرار، اور ہزارون دست بردل تھے آج
خاک مین غلطان ہے اور کسیکو اتنا بھی خیال نہین آتا کہ اُسکی روح کو ثواب
ہونچانیکے لئے کبھی ہاتھ تو اُٹھاوے۔ لوگ غفلت مین ہین، وہ نہین
جانتے کہ ایکدن ہمین بھی اپنے ہی گوشۂ تاریک مین سونا پڑیگا اور اپنی بھی
یہی حالت ہوجائیگی جو آج زیب النسا کی ہے۔ بلکہ اس سے بدتر اسلئے
کہ زیب النسا کا نام اُسکی قابلیت و لیاقت کی وجہ سے آفتاب کیطرح صبح
محشر تک چمکیگا اور اُسکے کارنامے اُسکے بعد مدت العمر تک یاد رہینگے اُسکے
نیک اعمال اُسکے ساتھ ہین۔ اُسکی نیک نفسی اُسکی ممد ہے اور ہان ہماری
موت سے اُسکی موت بھی بدرجہا بہتر و افضل ہے۔ ہم نہایت کرب و اضطراب
اور ہیجان خیالات مین اس لائف کو ختم کئے دیتے ہین لیکن آپسے مستدعی

ہین کہ اگر آپ کے پہلو مین ایک درد مند دل ہے تو خدا کے لئے اسیوقت ہاتھ اوٹھائیے اور مرحوم زیب النسا کی روح پر فاتحہ پڑھ لیجیے۔ ذرا دیر مین اسکی روح خوش ہو جائے گی اور بہت ممکن ہے کہ راقم آثم اس خوشی سے کوئی باطنی فیض اور آپ مسرت حاصل کر سکین۔

بریں رواق زبرجد نوشتہ اند بزر
کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند

تمام شد